ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ

لانا عبیداللہ انور

نجمن خدام الدین لاہور

مدیر

مجاہد الحسینی

۲۱ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ ۱۹ مارچ ۱۹۷۱ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۳۵ پیسے

بندۂ مومن کی صفات

اللہ کا پیارا بندہ

عَنْ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ (رواہ مسلم)

حضرت سعدؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگار، آسودہ حال اور چھپ کر رہنے والے بندے کو پسند کرتا ہے۔ پرہیزگار وہ ہے کہ ممنوع چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ غنی سے مراد دولت مند اور خفی سے مراد وہ شخص ہے جو گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے یا یہ کہ پوشیدہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہے۔ (حضرت لاہوریؒ)

عالمِ قرآن اور سخی بندہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَاءَ النَّھَارِ وَ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَاءَ النَّھَارِ۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو شخصوں پر حسد (یعنی رشک) کرنا جائز ہے۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا فرمایا ہے اور قرآن پر رات اور دن عمل کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے۔ وہ اسے رات اور دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

مصیبت پر صبر — اور اللہ پر توکل کرنے والے بندے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۵ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں سے ستر ہزار بلاحساب بہشت میں داخل ہوں گے، وہ وہ لوگ ہیں جو نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ شگون بد لیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔

خوشی میں شکر — اور تکلیف میں صبر کرنے والے بندے

عَنْ صُہَیْبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لَہٗ خَیْرٌ وَ لَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَ اِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ۔ (رواہ مسلم)

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کا ہر چیز اس کے حق میں بہتر ہے اور مومن کے سوا یہ خوبی کسی کو نصیب نہیں ہے اگر اُسے خوشی نصیب ہو تو شکر کرتا ہے۔ یہ چیز اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

غرضیکہ ہر راحت اور رنج میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست رہتا ہے۔ (حضرت لاہوریؒ)

طاقتور بندۂ مومن

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَ فِیْ کُلٍّ خَیْرٌ اِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَلَا تَعْجِزْ وَ اِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَ کَذَا وَلٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰہُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطٰنِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے — اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پیارا ہے ویسے دونوں ہی اچھے ہیں — اے انسان جو چیز تمہیں نفع دے اس کی حرص کر اور اللہ تعالیٰ سے مانگ اور عاجز نہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے میں عاجز نہ ہو) (حضرت لاہوریؒ)
اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو یہ مت کہہ اگر میں یوں کرتا تو یوں ہو جاتا بلکہ یہ کہہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر جو اس نے چاہا کیا کیونکہ لَوْ یعنی اگر شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔

یہ کہنا کہ اگر میں یوں کرتا تو نتیجہ یوں نکلتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاموں کے نتائج اس کی کارگزاری پر موقوف ہیں، یہ چیز تقدیر کے خلاف ہے اور اپنی قوت پر کامل بھروسہ کرنا بھی شیطنت ہے۔ (حضرت لاہوریؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۱ محرم ۱۳۹۱ھ
۱۹ مارچ ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶
شمارہ ۴۱

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

پیغمبر اسلامؐ اور اہل بیتؓ کی فرضی تصاویر

حکومت نے پاکستان میں درآمد کی پابندی عائد کر کے مستحسن قدم اٹھایا ہے

ایک خبر کے مطابق مرکزی حکومت نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان کے کسی فرد کی کوئی تصویر یا ان سے متعلق ایسی باتصویر کتاب درآمد کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں تمام صوبوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ مذکورہ امور کی پوری پوری نگرانی کریں۔

کچھ عرصہ سے یہودی اور عیسائی اس مذموم کوشش میں سرگرداں ہیں کہ جس طرح حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی فرضی اور جعلی تصاویر شائع کر کے ان مقدس شخصیات کی عظمت کو داغدار کر رہے ہیں اس قسم کی گستاخانہ حرکت کا ارتکاب حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بھی کیا جائے۔ چنانچہ حضورؐ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں تو ان کا کوئی بس نہ چل سکا۔ البتہ اہلِ بیت کی فرضی تصاویر شائع کر کے ایران میں عام فروخت کی جا رہی ہیں اور اہلِ ایران ہیں کہ انہوں نے اہلِ بیت سے گہری عقیدت کے باعث اس گستاخانہ حرکت کو برداشت کر لیا اور اس گناہ میں شریک ہو گئے۔

مذکورہ خبر سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ایران کے بعد اپنی مذموم حرکت کا پاکستان کو بھی ہدف بنانے کی کوشش کی ہے۔ پاکستان کے باغیرت و حمیت مسلم حکام نے اس کا سختی سے نوٹس لے کر اس بات کی مخالفت کر دی ہے، کہ سرزمین پاکستان پر اس گستاخی اور گناہ کا ارتکاب ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

حکومتِ پاکستان کا یہ اقدام مستحسن بروقت اور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ حکومت ایسی تحریروں اور مطبوعات پر بھی پابندی عائد کر دے جس میں خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے اہلِ بیت اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ تحریریں موجود ہیں۔

اندرونِ پاکستان ایسی تحریروں اور مطبوعات کا وجود — بیرونِ ملک یہود و نصاریٰ اور دیگر دشمنانِ اسلام کے لیے جواز کا باعث بن سکتا ہے۔ ہمیں اعداءِ اسلام کے لیے ادنیٰ موقع فراہم کرنے کی گنجائش پیدا نہ کرنی چاہیے۔

سانحہ چیچہ وطنی اور سی، آئی، اے؟

سابق جماعت اسلامی اور حال پیپلز پارٹی کے رہنما جناب کوثر نیازی صاحب نے اپنے ہفت روزہ شہاب لاہور مورخہ ۴ مارچ ۱۹۷۱ء میں سانحہ چیچہ وطنی کے متعلق انکشاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اس چھوٹے سے قصبے میں ایک بڑی عالمی طاقت نے اس قسم کا بھیانک ناٹک رچانے کے لیے بڑی منصوبہ بندی اور تیاریوں سے کام لیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ ایک عالمی طاقت نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کرنے کے لیے ایک ایسی غیر معروف جگہ کا انتخاب کیوں کیا؟

اس کے متعدد وجوہ موجود ہیں پہلی یہ کہ کسی بڑے شہر میں سی، آئی، اے کی سرگرمیاں بہت جلد بے نقاب ہو جاتی ہیں دوسری یہ کہ فرقہ وارانہ نفرت کو ہمیشہ ایسے مقامات پر زیادہ تیزی سے پھیلایا

جا سکتا ہے جہاں عوام کے
دینی تصورات پر توہمات و
تعصبات کا غلبہ ہو، تیسری یہ
کہ فسادات کی ابتداء ایسے
مقام سے ہو جو غیر معروف
ہو اور تحریکوں کے مراکز کا
درجہ نہ رکھتا ہو چیچہ وطنی میں
یہ تینوں خوبیاں موجود تھیں"
شہاب کے اس اداریے میں یہ
کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ
طاقت سی۔آئی۔اے نے باقاعدہ
ش کے تحت یہ ڈرامہ کھیلا ہے۔
مدیر شہاب کا انکشاف مبنی برحق
م کر لیا جائے تو سیدھے لفظوں میں
ت یہ بنتی ہے کہ سی۔آئی۔اے
ایک منصوبہ کے تحت پہلے چیچہ وطنی
امیر جماعت احمدیہ نذیر احمد باجوہ
ساتھ رابطہ قائم کر کے وہاں کے
دکاندار کو قتل کرنے کا پروگرام
یا۔ اور جب اس میں کامیابی ہو گئی
جماعتِ اسلامی کی خدمات حاصل
کے اس قتل کو مسلم مرزائی کشمکش
عنوان دیا گیا اور اس طرح فساد
آگ کو چیچہ وطنی، ساہی وال،
ن چنیوں اور اوکاڑہ تک وسعت دے
ان مقامات کا امن و سکون غارت

کر دیا گیا۔
اس انکشاف میں کوثر نیازی صاحب
نے اعتراف کیا ہے کہ سی۔آئی۔اے
کا احمدیوں (مرزائیوں) کے ساتھ بھی
گہرا تعلق ہے۔ اور قبل ازیں ملک
میں یہ بات زبان زدِ عوام ہے کہ
حالیہ انتخابات کے مرحلہ میں پیپلز پارٹی
اور مرزائی جماعت کا پُر اسرار معاہدہ
ہوا تھا۔ بعد ازاں اپنے سالانہ جلسہ
منعقدہ ربوہ کے موقع پر مرزائی جماعت
کے سربراہ مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی
اس کا اعتراف کیا تھا کہ ہماری جماعت
نے پہلی بار ایک سیاسی جماعت پیپلز پارٹی
کی باقاعدہ حمایت کی ہے۔
ان حقائق کی موجودگی میں کوثر نیازی
صاحب کا مرزائیوں کی حمایت کرنا چنداں
موجبِ حیرت و استعجاب نہیں۔
کوثر نیازی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے
کہ مسئلہ ختمِ نبوت اور خاتم الانبیاء حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ
اقدس سے بے وفائی اور غداری جماعتِ
اسلامی کی طرح نہیں کہ اس کے صلے
میں دولت و اقتدار کی راہیں کھل جائیں
گی جیسا کہ ان کا حال ہے۔ حضورؐ سے
بے وفائی اور غداری کا معاملہ بڑا ہی
نازک اور سنگین ہے۔ بالآخر اس

کے نتائج عبرت ناک ہوتے ہیں +
سانحۂ چیچہ وطنی چونکہ تحقیقات کے
مرحلہ میں ہے۔ ایسے موقع پر کوثر صاحب
کو نئی بات نہ چھیڑنی چاہیئے اور توجہ
اسباب و محرکات پر ہی مرکوز رکھنی چاہیئے
تھی اور اگر واقعی اس مسئلہ کا کوئی سیاسی
پس منظر ہے اور اس میں سی۔آئی۔اے
کا ہاتھ ہے۔ تو پھر تحقیقات کا دائرۂ
کار وسیع کرنا پڑے گا۔ اور انتخابی
مرحلہ سے لے کر آج تک امریکی سفیر
نے جن جن رہنماؤں سے ملاقات کی
ہے اور جن جماعتوں سے ساز باز کی
ہے وہ سب کچھ عوام کے سامنے لانا
پڑے گا +
پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کو اس
سلسلہ میں پہلے اپنی جماعتی پالیسی کا اعلان
کرنا چاہیے کہ واقعی —— وہ اس
کے لیے تیار ہیں۔ ؟

۱۹ مارچ بروز جمعہ

کو

مولانا عبداللطیف مدظلہ، خلیفہ مجاز
حضرت لاہوری رحؒ مسجد اندرون شیرانوالہ
خطابت کے فرائض انجام دیں گے۔ تقریب ٹھیک
ایک بجے شروع ہو جائے گی۔ (ناظم مسجد)

بقیہ: مولانا سید اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

اٹک پل سے گزر کر سرِ راہ واقعہ چھوٹی سی مسجد
نمازِ مغرب ادا کی گئی۔ اس مسجد کے گرد و نواح
ماحول اور عجیب کیفیات دیکھ کر ہر ایک کا یہی
تھا شاید مجاہدینِ بالاکوٹ نے بھی اسی جگہ نماز
ادا کی ہو گی۔ اس مسجد میں عبادت کے لیے جو چند
ے گزارے وہ کیف آفرینی کے اعتبار سے منفرد اور
رنگی نوعیت کے تھے۔
نماز کے بعد کارواں پروگرام کے مطابق روانہ ہو
۔ اکوڑہ خٹک پہنچے تو جامعہ حقانیہ کے سینکڑوں طلبہ
تذہ اور جلیل القدر علماء کرام دو رویہ سڑک پر
ے سراپا استقبال تھے۔
مولانا مدنی کی کار چونکہ آگے تھی۔ اس لیے لمحہ
کے لیے رک گئے اتنے میں دوسری گاڑیاں بھی
گئیں۔ اکوڑہ خٹک سے نوشہرہ پہنچے تو مولانا مدنی
راستہ میں ہی واقع خانقاہ زیارت کاکا خیل حاضری
وہاں سے حضرت مولانا محمد نافع گل صاحب مدظلہ
بق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند اور برادر اصغر حضرت
مولانا عزیر گل صاحب بھی ساتھ ہو گئے اور مردان

سے ہوتے ہوئے عشا کے وقت سخاکوٹ حضرت شیخ
مولانا عزیر گلؒ مدظلہ کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔
مولانا عزیر گلؒ نے مولانا مدنی اور دیگر رفقاء کا بڑی
گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ مولانا سید اسعد مدنی کے
ساتھ آپ کی ملاقات رقت آمیز تھی۔ یوں محسوس ہو
رہا تھا کہ مولانا عزیر گلؒ مولانا سید اسعد مدنی سے
نہیں بلکہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
سے ملاقات کر رہے ہیں۔
وہی احترام، عقیدت، محبت اور تعلق خاطر ——
راقم الحروف کا حضرت سے تعارف کرایا گیا تو آپ
نے فرمایا —— ہمارے خیال میں تو مجاہد الحسینی ایک معمر
شخصیت ہیں۔ ماشاء اللہ تحریر خوب مؤثر ہوتی ہے۔ انداز
اور طرز دونوں صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید حسن و خوبی
عطا فرمائیں۔
برادرم مولانا ضیاء القاسمی سے تعارف کرایا گیا تو حضرت
مولانا عزیر گلؒ نے آپ کی خطیبانہ صلاحیتوں اور مؤثر
اندازِ خطاب کا اعتراف کرتے ہوئے دعائیں دیں۔
نمازِ عشاء سے قبل ماحضر سے تواضع کی گئی۔ دسترخوان
صرف افغانوں کی روایات کا ہی نہیں شیخ الاسلام حضرت
مدنی کی مہمان نوازی اور وسعت کا بھی آئینہ دار تھا۔

قسط نمبر ۲۲

جامعہ تعلیم القرآن سے فراغت پاکر مولانا سید اسعد مدنی اور آپ کے رفقاءِ سفر حضرت مولانا عزیر گل مدظلہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے مردان سے آگے سخاکوٹ کے لیے روانہ ہوئے تو راولپنڈی اور مظفر آباد کے مختلف دینی مدارس کے مہتمم سید چراغ الدین شاہ صاحب نے اپنے مدرسہ کے معائنے کا پروگرام بنایا۔ شاہ صاحب کے خلوص اور علماءِ دیوبند کے ساتھ ان کی گہری عقیدت و محبت کے پیشِ نظر مولانا سید اسعد مدنی نے آپ کے مدرسہ کو بھی مشرف فرمایا۔

مولانا سید اسعد مدنی اور آپ کے رفقاء نے مدرسہ کے طلبہ اور حضراتِ منتظمین سے مصافحہ و معانقہ کے بعد مدرسہ کی توسیع و ترقی اور دینِ اسلام کی اشاعت اور سربلندی کے لیے اس کے زیرِ اہتمام بروئے کار آنے والے کام میں خیر و برکت کی خصوصی دعا کی۔

مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب کے ہاں سے فراغت پاکر کاروانِ مدنی منزلِ مقصود کی جانب روانہ ہو گیا۔ یہاں سے مولانا عبدالحکیم صاحب نے دو گاڑیوں کا اہتمام کر رکھا تھا۔ ایک میں مولانا سید اسعد مدنی، مولانا محمد عثمان، مولانا ضیاء القاسمی اور راقم الحروف سوار ہو گئے اور دوسری میں مولانا عبدالحکیم، ان کے صاحبزادے، مولانا محمد رمضان اور دوسرے ساتھی سوار ہو گئے۔

راولپنڈی سے باہر نکلے تو راقم الحروف نے مولانا مدنی سے خصوصی معلومات کا سلسلہ پھر قائم کرنے کی کوشش کی۔

مولانا سید اسعد مدنی نے شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی سناتے ہوئے فرمایا۔

حضرت مولانا غلام رسول محدث رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ انہوں نے ایک بار حضرت والد صاحب سے آخری خواہش کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کیا کہ مجھے کتنے قرآن پڑھ کر بخشوگے؟ حضرتؒ نے جواب دیا ——— زندگی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پتہ نہیں پہلے کون جاتا ہے؟ جسے زندگی میں موقع ملے اُسے یہ فریضہ انجام دینے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

شیخ الحدیث مولانا غلام رسول محدث ایک بار حج پر تشریف لے گئے والد ماجد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ میں تھے، اطلاع ملی کہ تاریخ کو حجاج کا اگنبوٹ پہنچے گا۔ ایک روز چلا کہ مولانا غلام رسول محدث تشریف لے آئے راستے میں اچانک ملاقات ہو گئی۔ حضرت شیخ آپ کو سیدھے گھر لے آئے۔ جب ناشتہ آیا اسے دیکھتے ہی وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور قابو سے باہر ہو گئی۔

بار بار یہی فرماتے۔ میری محنت وصول ہو گئی مجھے شرفِ باریابی نصیب ہو گیا، مجھے سعادت مل گئی۔ الحمد للہ، الحمد للہ!

شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حالت سنبھ بعد دریافت کیا۔ حضرت! کیا بات ہوئی؟

آپ نے جواباً فرمایا۔ میں نے راستہ میں خواہش کی تھی اگر حضرت خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم مہمانی قبول ہو جائے تو مجھے مدینہ طیبہ میں شلجم چاہئیں۔ چنانچہ ناشتہ کے ساتھ جب دسترخوان آئے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ حضور اکرم علیہ وسلم نے میری مہمانی قبول فرمائی ہے اور قبولیت کی یہ نشانی ہے۔ مولانا مدنی نے اور واقعات بھ

پشاور روڈ پر واہ کینٹ پہنچے تو "واہ خوبصورت جامع مسجد میں نمازِ عصر ادا کرنے ہوا۔ چنانچہ جامع مسجد واہ کینٹ میں پہنچے تو کھڑی تھی۔ نماز با جماعت سے فارغ ہوتے ہو اسعد مدنی سے صرف مسجد میں موجود نمازی حضر ملاقات و زیارت سے مشرف ہو سکے اور بھائی کے علاوہ شیخ مدنیؒ اور شیخ لاہوریؒ کے جو اور مریدین اس علاقہ میں رہائش پذیر تھے انہیں کا موقع نہ مل سکا۔

نمازِ عصر سے فراغت پاکر کاروانِ مدنی سر سخاکوٹ کے لیے روانہ ہو گیا۔

دریائے اٹک پر واقع تاریخی قلعہ کے قر گزرے تو مجاہدین بالاکوٹ کا تذکرہ آ گیا۔ کیو بزرگوں نے اسی علاقہ سے دریا کو عبور کیا تھا

خطبہ جمعہ — از حضرت مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ، خطیب جامع مسجد رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور
مرتبہ: محمد عثمان غنی

صحابہ کرام رضی کی شخصی عظمت

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم حضرت دین پوری ثانی دامت برکاتہم کی دعوت پر دین پور شریف تشریف لے گیے تو ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۷۱ء کو جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں حضرت مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ○ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

ترجمہ: زمانہ کی قسم ہے۔ بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔

معزز حاضرین و محترم خواتین! آج اتفاقی طور پر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور دامت برکاتہم باہر تشریف لے گئے ہیں۔ حکم فرما گئے مجھے کہ یہاں آکر چند کلمات کہے جائیں۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے، میری نگاہوں کے سامنے تو وہ نقشہ حضرت والا، قطب زماں، شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا آتا ہے۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ اس منبر پر قدم بھی دھروں۔ اللہ گواہ ہے ہمارے لئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے اندھیرا چھا گیا ہے۔ لیکن اللہ پاک کا بڑا احسان ہے، پروردگار نے ان کی نیک اولاد جو باقیات الصالحات کی حیثیت رکھتی ہے، ہمارے اندر موجود رکھی ہے جنہوں نے اس مسند کو سنبھال رکھا ہے۔ ایک فرزند ارجمند مکہ مکرمہ میں ہے، کبھی مکہ میں اور کبھی مدینہ میں طواف کر رہا ہے، عربیوں کو درس دے رہا ہے اور ایک یہاں اس شمع کو فروزاں کئے بیٹھے ہیں اور ایک دنیا سے چل بسے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس جگہ کو ابدالآباد تک قائم دائم رکھے اور اس فیضان کو جاری و ساری رکھے۔

میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت پڑھی ہے۔ ظاہری طور پر بہت مختصر ہے لیکن معانی کے اعتبار سے کوزے میں دریا بند ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ رب العالمین کا کلام ہے —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے کلام کو دنیا بھر کے کلاموں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح خود رب العالمین کو ساری مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ اب مخلوق خالق کا مقابلہ کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔ اُس کے کلام کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کر سکتا ہے اور آج تک کوئی نہیں کر سکا اور قیامت تک انشاء اللہ العزیز نہیں کیا جا سکے گا۔ مخلوق میں سے کوئی خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا، آسمان کوئی نہیں بنا سکتا، زمین کوئی نہیں تیار کر سکتا۔ آفتاب اور ماہتاب جیسی قندیلیں کوئی لٹکا نہیں سکتا، ستارے کوئی نہیں بنا سکتا، ارے ایک مکھی کا پر بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔ قرآن پاک چیلنج کرتا ہے کہ جن لوگوں کو خدا کے سوا معبود جانا جاتا ہے اور ان کو شریک کیا جاتا ہے، لوگو! کان کھول کر سن لو کہ یہ جن کو تم نے معبود سمجھا ہے، مسجود جانا ہے، مشکل کشا جانا ہے، حاجت روا تسلیم کیا ہے، یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ خدا کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ اللہ پاک نے ایک مکھی بنائی ہے، لاؤ تم ساری طاقتیں اکٹھی کر لو۔ خدا کی بنائی ہوئی مکھی کے مقابلے میں مکھی بنا کے دکھا دو ——

یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ ط اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَہٗ ط (الحج ۷۳) اے لوگو! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے، جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، معبود سمجھتے ہو، اُن کی عبادت کرتے ہو، پوجا پاٹھ کرتے ہو، خدائی درجہ دے رکھا ہے (اعلان ہے) یہ سارے مل جائیں۔ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَہٗ ط یہ سارے بھی جڑ جائیں، متحدہ محاذ بنا لیں یہ مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ ان میں طاقت نہیں۔ آج امریکہ رشیا چاند کے دروازے پر دستک دینے والے، پلاسٹک کی مکھی بنا سکتے ہیں۔ اس سائنسی، ایٹمی اور راکٹ دور میں یہ بدبخت وہ مکھی نہیں بنا سکتے جو خدا نے بنائی ہے۔ یہ پروردگار کا چیلنج ہے۔ یہ تو آج چاند پر جا کر دستک دے رہے ہیں کیونکہ زمین کے سارے کام انہوں نے مکمل کر لئے۔ دراصل بات یہ ہے کہ پروردگار مادیت کو کمال پر پہنچانا چاہتے ہیں، روحانیت تو اپنے کمال تک پہنچ چکی ہے۔ جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس جگہ پر پہنچے ہیں جہاں پر نوریوں کا سردار بھی پہنچ نہ سکا۔ حضرت جبریل علیہ السلام لیلۃ المعراج میں سدرۃ المنتہیٰ پر رک جاتے ہیں۔ آگے نہیں بڑھ رہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جبرئیل! چھوڑ رہے ہو؟ ساتھ نہیں دے رہے۔ کہا۔ یا رسول اللہ! میں آگے بڑھنے کی ہمت نہیں پاتا —— اس لئے کہ تجلیات اور انوار اس قدر ہیں کہ میرے پر جل جائیں گے۔ میں آگے بڑھ نہیں سکتا، یہ آپ کا مقام ہے، آپ تشریف لے جائیں۔ اگر میں یہ کہہ دوں تو بے جا نہیں، جہاں نوریوں کے سردار کی انتہا ہوتی

ہے وہاں سے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ابتدا ہوتی ہے۔ مقام صدیق (رضی اللہ عنہ) بھی عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ـــــ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) حضورؐ کے غار کے ساتھی اور آج بھی مزار کے ساتھی، بدر کے ساتھی، کل کوثر کے ساتھی، حشر کے ساتھی، جنت کے ساتھی، اگر پروردگار کی مشیت ہوتی اور ان کو بھی لے جاتے اور قوتِ پرواز دے دیتے تو جبریل امینؑ کی طرح سدرۃ المنتہیٰ پر یہ کہہ کر نہ رہ جاتے کہ پر جل جائیں گے ـــ نہیں نہیں، مقام صدیق اتنا بلند و بالا ہے کہ وہ پیش کش کرتے، پتہ لگتا کہ جل جاؤں گا لیکن یہ کہتے کہ پروانے کا کام تو شمع پر جلنا ہی ہوتا ہے، میں اس جلنے کو گوارا کرتا ہوں، پسند کرتا ہوں، میں پیچھے نہیں ہٹتا، میں ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ کہنے والے کہتے ہیں، اپنے ایمان کو خراب کرتے ہیں لیکن مقام صدیقیت اپنے پورے عنفوان شباب پر ہے، سورج کی کوئی برائی کرے تو سورج کی شعاعوں میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جناب صدیق اکبرؓ آج پہلوئے رسولؐ میں ہیں۔ فاروقِ اعظمؓ بھی پہلوئے مصطفیٰؐ میں ہیں۔ بدبخت ہیں وہ لوگ، اپنے نامۂ اعمال کو تباہ کرتے ہیں۔ صحبت کا اثر ہے۔ مجلس کا اثر ہے ـــ قرآنِ مجید پڑھ لیجئے۔ اصحابِ کہف کا کتا اور قرآنِ مجید اس کا ذکر کرتا ہے اور آج محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھنے والے، اس آبِ حیات کے کنارے پر بلاواسطہ اپنے آپ کو سیراب کرنے والے، اپنے قلوب کو اس نیرِ اعظمؐ کی شعاعوں سے منور کرنے والے، اُن کے بارے میں گستاخی؟ یہ کل کیا جواب دیں گے؟ آج بھی ساتھ ہیں اور حدیث میں آتا ہے۔ صدیق اکبرؓ دائیں جانب اور فاروق اعظمؓ بائیں جانب بیٹھے ہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیان میں بیٹھے ہیں۔ آپؐ کو یونہی کچھ خیال آ گیا ـــ فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ تینوں کھڑے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔ ہم قیامت کے دن بھی تینوں اسی طرح اُٹھیں گے ـــ اصحابِ کہف کا کتا ولیوں کے ساتھ چلے، برکات سے محروم نہ ہو اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ساری زندگی میں ساتھ رہیں اور وہ محروم ہو جائیں؟ کتا غیر جنس اور محروم نہیں، اور یہ جنس اور محروم ہو جائیں؟ یہ تو فیصلے قیامت کو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی عقیدت سے مالامال فرمائے۔

فلاحِ دارین

قرآن مجید کی یہ چھوٹی سی سورت

جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ پاک لوگوں کی توجہ ایک خاص چیز کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگو! تمہاری فلاح اور کامرانی میرے بتائے ہوئے اصولوں کے اندر ہے۔ اگر تم اس سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو میرے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کر لو۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر پورے قرآن مجید میں یہ سورت اترتی (سورۃ العصر) تو انسانوں کی فلاح و کامرانی کے لئے کافی، وافی، شافی تھی۔ قرنِ اوّل میں جب مسلمان آپس میں ملتے تھے تو یہ سورت ایک دوسرے کو پڑھ کر سناتے تھے۔ اللہ پاک قسم کھا کر فرماتے ہیں وَالْعَصْرِ o قسم ہے زمانے کی۔ اور غور کیجئے کہ رب قسم کھائے؟ اللہ خالق ہو کر مخلوق کی قسم کھائے؟ کیوں؟ سورج کی قسم، چاند کی قسم، آسمان کی قسم، زمین کی قسم، یہ قسمیں کھا رہے ہیں اور یہاں تک وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ o انجیر اور زیتون کی قسم کھا رہے ہیں۔ اشیاء کی قسمیں خالق کھا رہا ہے۔ بات کیا ہے؟ کلام کو مضبوط کرنے کے لئے، سامع اور مخاطب کو یقین دلانے کے لئے قسم کھائی جاتی ہے اور قسم مخلوق کھائے تو اور نوعیت کی ہے، خالق کھائے تو اور نوعیت کی ہے۔ مخلوق قسم کھائے گی خالق کی، خالق نے منع کر دیا کہ میرے سوا تو کسی کی قسم نہ کھا۔ اگر تو نے میرے سوا قسم کھائی تو شرک پیدا ہو جائے گا یہ ناقابلِ برداشت ہے اور میں قسم کھاتا ہوں یہاں شرک کا تصور بھی نہیں آ سکتا۔ کیوں؟ میرے قسم کھانے کا مقصد کیا ہے؟ یہ چیز بہت بڑی ہے، نہایت عظیم الشان ہے، لہٰذا تم اس کی عبادت کرو، نہیں، میرے قسم کھانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اے غافل مخاطب اے غافل سامع! تو بے توجہی سے سن رہا تھا، اب توجہ کر، میں خدا قسم کھاتا ہوں اور قسم اس لئے کھاتا ہوں یہ چیز بڑی منافع والی ہے۔ اس کو یوں نہ سمجھنا۔ وَالْعَصْرِ۔ قسم ہے زمانے کی، لوگو! اس کو ضائع نہ کرو، وقت کو برباد نہ کرو، اگر جنت لینا چاہتے ہو تو وہ وقت میں مل سکتی ہے اور اگر نہیں چاہتے ہو، یہی وقت ہو گا تو جہنم ملے گی۔ اگر تم نے اپنے اوقات کو اطاعات و عبادات میں کھپا لیا تو تم جنت کا ٹکٹ لے سکتے ہو، اگر یہی وقت تم نے بداعمالیوں بدکرداریوں، فسق و فجور، معاصی ذنوب، سیئات، خطیئات میں گزار دیا تو جہنم کا ٹکٹ مل جائے گا۔

وَالْعَصْرِ o قسم ہے زمانے کی اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ خاص زمانے کی قسم کھا رہے ہیں۔ قسم ہے مجھ کو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے کی، حضور علیہ السلام کا زمانہ سارے زمانوں سے بہتر ہے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ سب سے بہترین میرا زمانہ، پھر بعد والوں کا، پھر اس کے بعد والوں کا، گویا صحابہؓ کا، تابعین کا، تبع تابعین کا۔ یہ خیر و برکت کے زمانے ہیں آگے پیچھے لیکن سب سے بہترین زمانہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔ وہ کیوں بہتر نہ ہو؟ کہ جبریل امین انسانی شکل میں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے آ کر زانو ٹیک کر پیغام

ہا ہو - اور بات کر رہا ہو اور قلب
مبارک پر وحی اتر رہی ہو اور تار برقی
عرش عظیم کے ساتھ لگی ہو، کنکشن
موجود ہو اور گفتگو جاری و ساری
ہو - مشکل مسائل آئیں تو پروردگار
وحی کے ذریعے آگاہ فرمائے - یہ
کوئی معمولی بات تھی؟ بہت بڑی
اونچی بات ہے -

وَالْعَصْرِ ۝ قسم ہے زمانے کی، قسم
ہے وقت کی - اللہ پاک عمر کی قسم
کھاتے ہیں، اس کی قدر کر لو - اسے
معمولی نہ سمجھو، قیمتی چیز ہے، ضائع کر
رہے ہو - اس کی مثال اس طرح بزرگوں
نے دی ہے جس طرح برف والے کے
پاس برف ہوتی ہے - بہت بڑا بلاک
جمع ہوا ہے لیکن برف والے کو چین
نہیں ہوتا جب تک کہ برف بک نہیں
جاتی - وہ سکون کے ساتھ بیٹھ نہیں
سکتا جب تک کہ اس بلاک کو، برف
کو ٹھکانے نہ لگا دے - کیوں؟ وہ
جانتا ہے کہ سرمایہ پگھل رہا ہے - یہ
عمر بھی پگھل رہی ہے - جسم میں تو
بہت بڑا بلاک ہے لیکن چند گھنٹے
گزرنے کے بعد دیکھو گے کہ بوری تو
موجود ہے، بلاک ہے ہی نہیں - بالفاظ
دیگر کفن تو موجود ہے اور مردہ غائب
جس کو ستر اور پچھتر برس اور کیا
کہتا ہے اسی برس، یہ تو پگھل رہی
ہے، اس کا کیا اعتبار ہے؟ یہ تو
ہے - اسی واسطے حکم ہے کہ ٹھکانے
لگا دو - اب سوال ہے کہ کون اس کا
خریدار ہے؟ یہ دنیاوی برف تو شربت
والے لے لیتے ہیں یا ہوٹلوں والے خرید
لیتے ہیں تو یہ عمر کون خریدے؟
فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ
وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط (توبہ ۱۱۱)
یارو لوگو! میں تمہارا خالق ہوں، چیزیں میں
نے دیں، وجود میں نے دیا، سب کچھ
میں نے دیا لیکن اس کے باوجود اعلان
کرتا ہوں کہ میں خود خریدار بنتا ہوں تم
بیچنے والے بنو، تم آؤ تو سہی بیچو تو
سہی، دیکھو تو سہی سودا کر کے کتنا فائدہ
ہوتا ہے - تم مارکیٹ میں آئے ہی نہیں
مسجد میں پہنچے ہی نہیں، تم تو سینما
کی کھڑکی کے سامنے کھڑے رہے، قطار
لگی رہی - اس قطار میں تو پہنچے
نہیں، او آؤ تو سہی! میں خریدار
ہوں - قربان جائیں رب العالمین کی
رحمت پر، اس کی عطوفت پر، اس
کی شفقت پر، کہ خود خالق اور پھر
خریدار بھی بن رہے ہیں، میں خریدار
ہوں، تمہاری جان کو بھی خریدتا ہوں،
تمہارے مال کو بھی خریدتا ہوں، آؤ سودا
کرو، اور دوں گا کیا؟ جنت —
آج جنت کے لفظ کا بھی مذاق اڑایا
جاتا ہے - کہتے ہیں یہ مولویت کی
باتیں ہیں - یہ وہاں پتہ لگے گا - دعا
کرو اللہ نصیب کرے - وہ کامیاب
ہے جو جنت میں پہنچ گیا - جو محمد
رسول اللہ کی زیارت کرے اور رب
العالمین اپنا دیدار دیں - جنت میں کوئی
جنتی کسی کا محتاج نہیں ہوگا، ہر ایک
بادشاہ ہوگا - یہ احتیاج دنیا میں ہے -
ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "فتوحات
مکیہ" میں ایک بات بڑی عجیب لکھی
ہے - فرماتے ہیں رب العالمین ہر جنتی
کے نام ایک خط بھیج دیں گے اور اس
خط میں لکھا گیا ہوگا؟ او بندے! تو نے
دنیا میں میری مرضی کے مطابق زندگی بسر
کی، آج جنت میں میں تیری مرضی پوری
کروں گا - کر لو سودا - دنیا میں تم
میری مرضی کے مطابق زندگی گذارو، مجھ
سے پوچھ کر چلو، قیامت کو جب آؤ
گے جنت میں میں تمہاری مرضی پوری
کروں گا - اور یہ اپنی طرف سے بات
نہیں، قرآن مجید سامنے رکھئے - فرمایا
وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ
فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ (حم السجدہ ع۳۱)
تمہارے لیے جنت میں کیا ہوگا؟ اتنی
لمبی چوڑی فہرست تیار کی جاتی، اکبری منڈی
میوہ منڈی کے پھل گن جاتے تو قرآن
تیس پارے رہتا؟ اللہ جانے کتنا لمبا چوڑا
مسئلہ ہوتا - قربان جائیں رب العالمین کے
کلام پر، فرمایا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ،
او جنت والو! تم میں سے جس کا جو
جی چاہے گا وہی ملے گا - بڑے
سے بڑے کروڑ پتی کو بلا لیجئے، یہ
جتنے حاضرین یہاں موجود ہیں ان کے
حسب منشاء کھانے تیار کرے، دیکھو
کتنی دقت ہو گی، پلاؤ زردہ پکا کے
رکھ دیں گے، کھاؤ، جی چاہتا ہے یا
نہیں چاہتا - کھاؤ یہی ہو سکتا ہے، اور
وہاں! مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ جو تمہارا جی
چاہے گا وہی ملے گا - حدیث میں آتا
ہے بندہ بیٹھا ہے، بہترین چمنستان ہے
خیال آیا کہ "یہاں کوٹھی ہوتی تو بڑا اچھا
ہوتا" بس یہ کہنے کی دیر ہے کوٹھی تیار
ہو گئی - ایک مکان میں بیٹھا ہے "یہ چھت
نہ ہوتی، یہاں میدان ہوتا تو بڑا اچھا تھا"
بس چھت غائب پرندہ سامنے چہچہا رہا
ہے، "بڑا موٹا تازہ ہے" اس کے
کباب ہوتے!" یہ نہیں اب بلاؤ شکاری
کو، پکڑو اس کو، پھر ڈھونڈو ذبح کرنے
والے کو، پھر جناب اس کے لیے آگ
کا انتظام کرو، سیخیں ڈھونڈو، نمک
مرچ مصالحہ لاؤ - نہیں نہیں، بس
یہ کہا، وہیں پرندہ کباب ہو کر جناب
کے سامنے ہے، تناول فرمایئے - یہ کیوں؟
نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حم السجدہ ۳۲)
آج میزبان رب غفور ہے - رب رحیم
ہے - بندو! تم مہمان بن کر آئے ہو،
احکم الحاکمین، رب العالمین تمہارا میزبان ہے
اور میزبان رب ہو تو پھر کھانوں کی کمی
کیا ہے! جب جنتی اس طرح کی زندگی
بسر کر رہے ہوں گے، اعلان ہوگا لوگو!
آج کے بعد زندگی ہے، موت نہیں،
جوانی ہے بڑھاپا نہیں، صحت ہے بیماری
نہیں - جنت میں کوئی ڈسپنسری، کوئی
ڈاکٹر، کوئی طبیب نہیں ہوگا، وہاں یہ
کوئی کھٹکا نہیں، نہ بیت الخلاء کا مسئلہ
نہیں نہیں، ساری چیزیں ختم، اجزائے
لطیفہ سے تیار چیزیں کھاؤ، ڈکار مارو
اور ہضم، کستوری کی خوشبو آگئی، اللہ
اللہ خیر سلا - بعض بے وقوف کہتے ہیں
حضرت عیسیٰؑ جو تم کہتے ہو آسمانوں پر
ہیں کھاتے کیا ہیں؟ تو کل ہم جیسوں
کو پروردگار جنت کے کھانے کھلائیں گے
تو اپنے نبیؑ کو اگر وہ جنت کے کھانے
کھلائیں تو پھر تم پوچھتے ہو! کیا کسی
سے تصریح کراتے ہو جو قادیان کے اندر
آتا ہے سلسلہ؟ اپنے اوپر قیاس کرتے
ہو؟ وہ خدا کا نبیؑ ہے - جنت جنت
ہے - اللہ نصیب کرے - پروردگار
فرمائیں گے "تمہیں کچھ اور چاہیئے؟" وہ
کہیں گے "نہیں - یا اللہ! سب کچھ دے
رکھا ہے، اور کیا چاہیئے؟" فرمائیں گے
"اچھا، میں اپنی طرف سے تم کو ایک
چیز دیتا ہوں" — ایک اعلان ہوگا
اعلان یہ ہوگا کہ جنت والو! آج کے
بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں
گا — مقام رضا — "میں تم سے

راضی، تم مجھ سے راضی؟ — جی ہاں، راضی جی — اجازت دیں تو جوڑ لگا دوں یہاں؛ مقامِ رضا، جنت میں جانے کے بعد ملے گا، اور صحابہ کرامؓ کا مقام دیکھو کہ مقامِ رضا، دنیا میں دے دیا۔

صدیقِ اکبر! کہہ دو نا آگے ذرا — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — فاروقِ اعظم؟ — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرتِ عثمان ذی النورین؟ — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرتِ علیِ مرتضیٰ؟ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت امیر معاویہ؟ — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ہاں ہاں — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — مقامِ رضا جنت میں ملے گا، پاپڑ بیلنے کے بعد، پتہ نہیں کون کدھر جاتا ہے، اور قربان جاؤں صحابہؓ پر کہ پروردگار نوازشات سے نواز رہا ہے۔ دنیا ہی میں مقامِ رضا دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہؓ کی عظمت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کا حسنِ ادب نصیب فرمائے۔ آمین

مجلسِ ذکر

اسلام ★ زندگی کے ہر شعبہ میں ادب کی تعلیم دیتا ہے

از: حضرت مولانا الحاج سید امین الحق صاحب مدظلہٗ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:

معزز حضرات! چونکہ حضرتؒ کے خلف الرشید حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم عمرہ کرنے کے لیے افرادِ خانہ سمیت مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں۔ اس لیے یہ خدمت باری باری خلفاء کرام کے حصے آ رہی ہے۔ اور آج پھر مجھے حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔

علماءِ تصوف نے یہ لکھا ہے کہ کُل تصوف ادب کا نام ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ انسان اپنے حقوق یا اپنے فرائض کو بھی پہچانے اور اپنی عبادت اور بندگی کے ادا کرنے کے جو حقوق ہیں اُن کو بھی پہچانے۔ نماز پڑھنا بھی سیکھنا چاہیے اور نماز پڑھنے کے جو آداب ہیں ان کو بھی سیکھنا چاہیے — رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ نماز پڑھو جیسا کہ مجھے تم نے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ جن آداب اور حقوق کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی ہے اس طرح ہمیں نماز پڑھنی چاہیے۔

حدیث میں آتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ ایسی نماز نہ پڑھو جیسا کہ مرغ دانہ چگتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ۔ حج کرنا بھی سیکھ لو، مناسک بھی سیکھ لو اور حج کے مناسک ادا کرنے کا طریقہ بھی سیکھ لو۔ اس کا نام ہے تصوف۔ شریعت کی تہ اور اُس کی رُوح اور حقیقت کو دریافت کرنا، یہی تصوف ہے۔ اسی طرح خدا اور خدا کے رسول علیہ السلام سے کہنے سننے کے بھی آداب ہیں۔ ہم اللہ کے رسولؐ سے بولنا چاہتے ہیں، ہم اپنے اللہؐ سے بولنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ بھی تو سیکھنا چاہیے لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط (حجرات) خدا اور خدا کے رسولؐ کے آگے پیش دستی مت کیجیو۔ آگے مت بڑھو۔ جب رب بولتا ہے، تم مت بولو۔ جب رب کا رسولؐ کچھ ارشاد فرماتا ہے تو تم مت بولو، خاموش رہو۔

بخاری شریف میں آتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آ کر کسی صاحب نے کہا۔ کہ ہماری آبادی میں کسی کو بھیج دیجئے کہ ہمیں دین سکھلائے دین کے مسائل سمجھائے، نماز پڑھائے قرآن شریف پڑھائے۔ حضرت عمرؓ بھی اس وقت موجود تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے کسی صاحب کا نام لے لیا۔ کہ حضورؐ اسے بھیج دیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ نہیں نہیں، اُسے نہیں فلاں کو بھیج دیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ! تو تو میری ہی مخالفت کرتا ہے! صدیق اکبرؓ نے جواب دیا "عمرؓ! آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ آپ کی وہ رائے ہے اور میری یہ رائے ہے" یہ گفتگو ہو رہی ہے، رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے، اس پر قرآن کی یہ آیت اتر آئی۔ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ۔ مت بولو اللہ جلّ کے سامنے اور اللہ کے رسول کے سامنے۔ سوال تو ہوا ہے رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جواب عمرؓ دے رہا ہے اور ابوبکرؓ دے رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔

اونچی آواز سے بولنا

ایک صاحب مسجد میں زور زور سے بول رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے ایک کنکری لی، اس کو ماری، جب اس نے [illegible] کہ کنکری کس نے ماری ہے تو حضرت عمرؓ نے اشارہ کیا، بلا کر فرمایا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا میں طائف کا رہنے والا [illegible] فرمایا کہ کاش! تم اگر کسی اور [illegible] کے رہنے والے ہوتے تو عمرؓ اس قدر تادیب کرتا کہ قیامت [illegible] تو یاد رکھتا۔ تو مسجد نبوی [illegible] بلند آواز سے بول رہا ہے؟ [illegible] علیہ السلام کی مسجد میں بلند [illegible] سے بولنے سے ہمیں اس لئے [illegible] کیا گیا ہے کہ رسالتماب علیہ [illegible] والسلام کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جن [illegible]

نشین نبوت سمجھتے ہیں اُن کے آثار
ر نقوش کے خلاف ہیں یہ حق پہنچتا
ہے کہ کوئی قدم اٹھائیں؟ اگر ہم
نے اس قسم کے آداب سیکھ لیے
یقین کیجیے جن باتوں کے ہم
متلاشی ہیں یا آرزومند ہیں وہ تمام
الجھنیں تقریباً خود بخود ختم ہو جائیں گی
دیکھئے ہم ذکر کرنے بیٹھتے ہیں، کرتے
ہیں، پھر یہ بھی ساتھ ساتھ شکایت
کرتے ہیں کہ صفائی نہیں ہو پاتی —
نفس اور شہوت کا جو غلبہ ہے وہ
کم نہیں ہوتا، تزکیہ نہیں ہوتا، اصلاح
نہیں ہوتی، چلو چھوڑ دینا چاہیے —
اصلاح تو ہوتی نہیں، تو پھر اس ذکر
کرنے سے فائدہ کیا؟ چھوڑ دیتا ہے۔
دعا مانگتے ہیں اللہ سے، ہم نے انتظار
کیا کہ دعا قبول کی گئی ہو گی یا کی
جائے گی، کچھ دنوں تو ہم نے انتظار
کیا، پھر خیال آیا کہ دعا تو ہماری
قبول نہیں ہوتی، ہم تو بڑے گنہگار ہیں
بڑے مجرم ہیں، چلو دعا مانگنی
چھوڑ دیں۔

ایک تاجر کا واقعہ

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ

علیہ کے زمانے میں ایک تاجر دیوالیہ
ہو گیا۔ اُس نے اپنے گھر کا سامان
بیچ ڈالا۔ اس کے پاس ایک کنیز
تھی اس کو کہا کہ میں تمہیں فروخت
کرنا چاہتا ہوں تاکہ کچھ کھانے پینے
کا انتظام ہو سکے۔ اُس نے کہا۔
ہے فروخت کرنا تو چاہتے ہو لیکن
کسی نیک، دیندار آدمی کے ہاتھ بیچنا۔
اس سوداگر نے کہا کہ یہ خواجہ نظام الدین
اولیاء بڑے دیندار ہیں ان کے ہاتھ
بیچ دوں؟ اُس کنیز نے کہا۔ تیرے
کہنے پر ہی اُن کو دیندار تسلیم نہیں
کرنا چاہتی جب تک میں خود نہ
دیکھ لوں اور مجھے یقین نہ آئے
کہ وہ دیندار ہیں یا نہیں اس وقت
تک نہیں مانوں گی —— ہم نے
جس کی قبر پر جھنڈا دیکھا، اسے
سمجھ لیا کہ یہ اپنے وقت کا قطب
اور غوث تھا۔ جس کے سر پر ہم
رنگدار پگڑی اور ہاتھ میں تسبیح
دیکھ لی تو ہمیں یقین آتا ہے کہ یہ
ولی ہے اپنے زمانے کا —— اُس
کنیز نے کہا۔ جب تک میں دیکھ نہ
لوں، آزما نہ لوں، مجھے یقین نہیں
آئے گا کہ یہ دیندار ہے کہ نہیں۔
اُس نے کہا بہت اچھا۔ وہ تاجر
وہاں خواجہ صاحب کے پاس گیا۔ بات
سنا دی۔ انہوں نے کہا بھیج دو اس
کنیز کو۔ تین دن تین رات وہ رہی۔
اُس سوداگر نے پوچھا کیا خیال ہے؟
کہنے لگی مجھے تو شک پڑ گیا ہے یہ
دیندار نہیں —— خواجہ نظام الدین
اولیاء کے بارے میں وہ کہہ رہی ہے
کہ مجھے تو شک پڑ گیا ہے کہ وہ
دیندار نہیں ہیں —— اُس نے کہا
بہت اچھا —— خواجہ صاحبؒ نے
بلایا اس سوداگر کو۔ "لونڈیا نے کیا
کہا میرے متعلق؟" حضرت جی! کیا
کہوں؟ میں تو آپ کو بتا نہیں سکتا۔
وہ تو یہ کہہ رہی ہے" فرمایا، "پھر اُس
کو میرے پاس بھیج دو" —— پھر
اس کو بھیج دیا۔ کہ تین دن تین
راتیں اور رہو، رات ہوئی، اُس کو
لے گئے ایک کوٹھڑی میں —— اُس
لڑکی نے بتلایا تھا کہ دیندار اس لئے
نہیں کہ لنگر پکتا ہے یہاں پر اور
ان کے کھانے پینے کا الگ انتظام
نہیں ہے۔ لنگر میں سے کھانا فقراء،
مساکین اور محتاجوں کا حق ہے۔ یہ
اس میں سے کھا رہے ہیں، یہ کیسے
دیندار ہو سکتے ہیں؟ اور کہا اس
لیے بھی دیندار نہیں ہیں کہ ان کو
میں نے ہٹا کٹا دیکھا، ان کو کسی
قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ اس لیے بھی
دیندار نہیں ہیں کہ ان کی بُرائی کوئی نہیں
کرتا، ان کا مخالف کوئی نظر نہیں آتا۔
جھکنے بھی آتے ہیں۔ حضرت جی، حضرت
جی اور سرکار جی کہتے ہیں، یہ دیندار
نہیں ہیں، یہ تبلیغ نہیں کرتے ——
امر بالمعروف نہیں کرتے، نہی عن المنکر
نہیں کرتے۔ اس لیے لوگ ان کی مخالفت
نہیں کرتے۔ آپ نے کسی چاپلوس کو
دیکھا ہے؟ کسی مداہنت کرنے والے
کو دیکھا ہے کہ لوگ اس کی مخالفت
کرتے ہوں؟ ہم نے تو کبھی نہیں
دیکھا۔ چاپلوس اور مداہنت کرنے والا
تو لوگوں میں ہردلعزیز ہوتا ہے،
اس کی مخالفت کوئی بھی نہیں کرتا۔
رات کو خواجہ صاحب اُس کو ایک
کوٹھڑی میں لے گئے اس میں لکڑی
کے تین گٹھے پڑے ہوئے تھے، اور
چولھا بنا ہوا تھا۔ فرمایا میں ہوں اور
میرا ساتھی ہے، ایک دن وہ لکڑی
کاٹنے کے لئے جاتا ہے، پھرا کہ
میں بیچتا ہوں۔ میں کاٹنے کے لیے
جاتا ہوں وہ بیچتا ہے اور یہ چولھا
ہے، یہاں ہم روٹی پکاتے ہیں۔ ہم
لنگر سے نہیں کھاتے۔ اُس نے کہا۔
یہ بات تو ٹھیک ہے۔ خواجہ صاحبؒ
نے پیٹھ کی طرف سے اپنا کرتہ اٹھایا،
ناسور تھا۔ فرمایا تم کہتی ہو تین دن
بغیر تکلیف کے گزرتے ہیں مجھے تین
لمحے نہیں گزرتے اور مجھے یوں معلوم
ہو رہا ہے کہ سو بچھو مجھے کاٹ
کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ کہا کہ اطمینان
ہو گیا —— رات کو لے گئے، آگے آگے
خواجہ صاحبؒ، پیچھے پیچھے وہ لڑکی
جا رہی ہے۔ ایک دکاندار نے کہا۔
"دیکھو، دن کو ولی بنتا ہے، رات
کو پیسے کماتا ہے اور لڑکی اس کے
پیچھے پیچھے جا رہی ہے —— کسی
نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا، آوازے
کسے گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا
"سنتی رہو کوئی" حضرت جی" مجھے
کہتا ہے؟ کوئی میری تعریف کرتا ہے؟
سب برائی ہی کرتے ہیں" اس لڑکی
نے کہا کہ" ہاں اب اطمینان ہو
گیا ہے"

میاں دینداری تو اس طریقے سے
آتی ہے۔ حق کہو گے، سچ کہو
گے، کسی کو تلخ لگے یا تلخ نہ لگے
تمہیں اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ کوئی
مخالف رہے، کوئی موافق ہو جائے
آپ کو کیا، رب مخالف نہ ہو، رب
کے خلاف مت بولو۔ اور پہلے دن تو
دینداری نہیں آتی۔ ہم ذکر کرتے ہیں
پھر چھوڑ دیتے ہیں، اثر نہیں ہوا ہم پر
ذکر کا، بابا ٹھیک ہے، اثر کیسے ہو؟
ذرا آگے بھی تو چلو۔ میرے ساتھ
ایک صاحب آئے تھے یہاں حضرت رحمۃ
اللہ علیہ کی خدمت میں۔ رات دن کان
کھاتا تھا، اُس کو بہت بڑا زعم تھا، آتا
رہا، یہاں قریب جب آئے تو میں
نے کہا شاہ صاحب! جو کچھ آپ نے
تمام راستے میں مجھے سنایا ہے خدا کے
لیے یہاں نہ سنانا، کہیں مار نہ پڑ
جائے، کہنے لگے نہیں۔ خیر جب وہاں

ہم گئے، حضرتؒ کی ترش روئی تو کبھی آپ نے دیکھی نہیں ہو گی لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس کا لانا میرے لیئے اچھا نہیں ہے، میں نے معذرت کی، میں نے کہا حضرت! یہ تو کبھی دس سال کہتا ہے، کبھی کہتا ہے بیس سال سے ذکر کر رہا ہوں، فرمایا اس کے دل پر تو رائی کے دانے کے برابر بھی اثر نہیں - یہ کیسا ذکر کرتا ہے! وہ پھر رو پڑا، چاہا کہ حضرتؒ مجھ سے بیعت لے لیں لیکن انکار کر دیا کہ نہیں نہیں، جاؤ - میاں ذکر کرتے کرتے یہ غفلت کیوں ہو جاتی ہے! پھر تصوف کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ قلب کس کا بیدار ہوا! قلب کی بیداری کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ زبان سے ذکر کرتے ہیں تو دل بھی توجہ کرتا ہے - اور جب اس پر قائم رہو گے تو پھر یہ بیداری حضوری سے بدل جاتی ہے، پھر غفلت نہیں رہتی، پھر اُس سے آگے بھی بڑھ سکتے ہو، پھر وہ وہ مقام آتے ہیں کہ انسان کی قوتِ ادراکیہ بھی ختم ہو جاتی ہے +

ہمیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا فرمایا کہ سندھ تشریف لے جا رہے تھے، گاڑی سے اُترے رات کو، چھوٹا سٹیشن ہوگا، اور یہ بھی عجیب اتفاق تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے سوا اور کوئی اُس سٹیشن پر اُترا ہی نہیں اور چار پانچ میل مجھے جانا تھا، میل دو میل آگے جاکر کسی گاؤں کے قریب سے گذرا، وہاں کُتّے دوڑ پڑے، بڑے موٹے کُتّے تھے، قریب تھا کہ وہ مجھے کاٹ کھائیں، جب مجھے یقین آگیا کہ یہ تو مجھے کاٹ کھائیں گے، میں نے کہا اَللّٰہ ــــ میں نے دیکھا کہ وہ کُتّے زمین کے اندر دھنس گئے +

اس مقام پر انسان بزرگوں کے مزاروں پر صرف چراغ جلانے سے نہیں پہنچ سکتا، یہ جو منبروں پر ہم لفّاظی مارتے ہیں اس سے بھی نہیں پہنچ سکتا، اچھے سے اچھا لباس پہن لو، اچھّا سے اچھا کھانا کھا لو، لیکن اِس مقام پر نہیں پہنچ سکتے،

اس مقام پر کب پہنچو گے؟ جب آداب سیکھو گے - میں دعا مانگتا ہوں یا اللہ! مجھے روزی دے دے، یا اللہ! مجھے کپڑا دے دے، یا اللہ! مجھے رہنے کے لیے مکان دے دے - یہ بہت سوءِ ادب ہے - ادب نہیں ہے - رزق کی ذمّے داری تو رب نے لی ہے، تو جو میں یہ دُعا مانگتا ہوں کہ مجھے روٹی دے دے اور مجھے چاول دے دے اور مجھے مکان دے دے، مجھے کپڑا دے دے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رب پر اتہام لگاتا ہوں کہ تُو مجھے نہیں دیتا، تو پھر یہ ادب ہے؟ یہ تو سُوءِ ادب ہے - دو دن میں نے دعا مانگی، رب نے مجھے وہ چیز نہ دی تو میں نے مانگنا ہی چھوڑ دیا، ارے تُو رب سے بے نیاز ہو سکتا ہے! تم رب کے حِکَم اور اسرار کو اپنے ضبط اور کنٹرول میں لانا چاہتے ہو! یہ تو سُوءِ ادب ہو گا +

میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ میاں ذکر سیکھو، اگر آپ کے دل میں غفلت ہے اور توجہ نہیں کرتا آپ کی زبان کی طرف، مایوس مت ہو، آگے بڑھو، عنقریب دیکھ لو گے کہ آپ کا دل اس طرف توجہ کرنے لگے گا، اس سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے، پھر ساتھ دے گا، اس سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے، اپنے آپ کو بھی آپ کا قلب بھول جائے گا، ذاکر خود اپنے آپ کو بھول جائے گا اور اللہ کے سوائے کوئی اور چیز آپ کو دکھائی نہیں دے گی +

زندگی کے زمانے کا واقعہ آپ حضرات نے سُنا ہو گا، اُس سے بعد کا بھی ایک اور واقعہ ہے حضرت عمرؓ کا اور حضرت ابوبکر صدیق کا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مصر کے لوگ گئے، گورنر کو رشوت دی، راضی کیا کہ ہم ابوبکر کو اور عمر کو نکال کر لے جاتے ہیں تاکہ یہ الزام دے سکیں کہ تم کہا کرتے ہو کہ دُنیا میں بھی رفقاء تھے اور اب بھی رفقاء ہیں، وہ رفقاء نہیں رہے - ایک مجاور کہتا ہے، وہ رات کو وہاں رہا کرتا تھا،

کہ مجھے گورنر نے بُلا کر کہا کہ لوگ آئیں گے، دروازہ کھول دینا، جو وہ چاہیں، مت روکنا، وہ فرماتے کہ میں رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ وال کی آرامگاہ سے چمٹا ہوا کھڑا تھا یا اللہ! یہ تیرے رسولؐ ہیں، اللہ کے رسولؐ! یہ کیا ہو گا، کھٹاکھٹا گیا، دروازہ کھولا گیا - چالیس آدمی اندر داخل ہو گئے پھاوڑے اور کُدالیں لے کر، جہاں آج کل پڑا ہوا ہے جب یہاں پہنچے تو سب کے سب زمین کے اند دھنس گئے +

ہم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سُنا کہ ایک صاحب تشریف لائے اور کہا کہ مولانا صاحب! میں آ رہا مجھے تو بندر اور سُور دکھائی دے رہے تھے، کوئی آدمی دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا - یہ تو اس کی نگاہ بظاہر تو سب انسان ہی تھے لیکن انسان معلوم نہیں ہوتے تھے +

ہم سب مسلمان ہیں، اللہ احسان ہے لیکن ہمارے قلوب غفلت کے حجاب ہیں - ان حجابات اُٹھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر اُٹھا سکتے ہو - حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہر چیز کے لیے ایک صیقل ہے دل کے صیقل کرنے کے لیے قرآن ہے - یہ بھی اللہ ہی کا ذکر ہے اور کیا ہے - مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (طہٰ ۱۲۴ تا ۱۲۶) جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے (قرآن مراد ہے) - نماز ذکر ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (طہٰ ۱۴) نماز پڑھنا ذکر قرآن کا پڑھنا ذکر قرآن کو سوچنا سمجھنا ذکر +

آداب سکھلانے والے کون ہیں آداب سکھلانے والے وہی ہو سکتے ہیں جو خود جانتے ہیں آداب کو، میں خود نہیں جانتا، آپ کو کیا سکھلاؤں گا! یہ بوریہ نشین جو تھے نا جن کی نسبت اور نام لینے پر بھی ہم خوش ہوتے ہیں یہ ہی لوگ تھے جو

ا اور خدا کے رسولؐ کے آداب کو ی جانتے تھے، خدا کے دین کے داب کو بھی جانتے تھے۔ آج ہمارا حال ہے کہ نماز پڑھتے بھی کھڑے ہو ہیں تو یُوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں ان نہیں ہے۔ روح نہیں ہے، مرے ئے ہیں، ہاں جب ہاتھ میں ہاکی ہو ب گیند کے پیچھے دوڑتے ہیں تو پھر بڑے چست ہوتے ہیں لیکن جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لاش ہے۔

ایمان اور عمل کی بصیرت بھی کوئی چیز ہے! حضرت عثمانؓ آج جہاں مدفون ہیں اس مقام پر کھڑے تھے ور فرمایا کہ جو تم میں سب سے بہتر ہے وہ یہاں مدفون ہو گا۔ یہ کس نے بتلایا تھا حضرت عثمانؓ کو؟ یہ وہی روشنی ہے، وہی اللہ کے ذکر کی بصیرت ہے، وہی ایمان ہے جس کی روشنی چاروں طرف ہے۔ ایک صاحب آئے "السلام علیکم"۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "ہم سے وہ لوگ بھی ملنے آتے ہیں جو زنا کرکے آتے ہیں"۔ امام ابو حنیفہؒ حوض پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک صاحب بھی ساتھ بیٹھے تھے، دوسرے صاحب بھی وضو کر رہے تھے، امام صاحب بھی وضو کر رہے تھے۔ امام صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "یا اللہ! مجھ پر مسلمانوں کے عیوب کو آشکارا نہ کر ——— وہ زنا کرکے آیا تھا ———"

یہ کیا چیز ہے؟ یہ وہی ہے جو ذکر کرو گے۔ غفلت دُور ہو جائے گی، بیداری آ جائے گی۔ بیداری بھی پھر حضوری میں تبدیل ہو جائے گی لیکن یہ ایک دن کا کام نہیں ہے، خدا کے فضل سے اور خدا کی رحمت سے تو بھائی مایُوس نہ ہونا چاہیے "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" (زمر: ۵۳) لیکن محنت کیجیے محنت کے ساتھ عقیدت رکھیو، اخلاص رکھیو، جس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہے، اگر اُن کے متعلقین سے ذرا بھی بد عقیدتگی آگئی تو سب کیا کرایا برباد ہو جائے گا۔ جن حضرات سے ہم وابستہ ہیں اگر ہمیں شک پڑ جائے ان کی دیانت پر اور ہماری عقیدت میں خامی آگئی تو سمجھ لو کہ پھر بربادی ہی بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی شک اور تردّد سے بچائے، حسنِ ادب اور حُسنِ عقیدت عطا فرمائے۔ آمین!

★

آدابِ مُلاقات

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے (عربی علوم اسلامیہ، اردو، فارسی)

پھر کب سلام کیا جائے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:

اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَہُمَا شَجَرَۃٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ (ابوداؤد)

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کرے۔ پس اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر وہ ملیں تو بھی سلام کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ معمولی سی چیزیں اگر تھوڑی سی دیر کے لئے بھی حائل ہو جائیں تو پھر سے سلام کرنا چاہیے۔ اور اس بات کی تائید بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

"واپس جا، پھر نماز پڑھ، تُو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا، نماز پڑھی، پھر آیا اور آپؐ کو سلام کیا حتیٰ کہ اس نے تین بار ایسا کیا"

گھر والوں کو سلام کرو

حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے فرمایا:

یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُنْ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ۔ (ترمذی)

اے بیٹے! جب گھر والوں پر داخل ہو تو سلام کہو، یہ باعثِ برکت ہوگا تمہارے لیے بھی اور تمہارے گھر والوں کے لیے بھی۔

اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ جب بھی مومن گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے۔ گھر میں والدین ہوں، عورتیں ہوں یا مرد، بڑے ہوں یا چھوٹے سب کو سلام کہے۔ بعض حضرات گھر میں بیوی کو سلام کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور بعض افضلیت کے گھمنڈ میں سلام کرتے ہی نہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے کہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے گھر والوں کو سلام کرو۔ کیا بیوی کا شمار گھر والوں میں نہیں ہوتا؟ آپؐ کا ارشاد ہے:

اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِہٖ وَ اِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَہٗ بِسَلَامٍ۔

جب گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو (یعنی بیوی بچوں اور عزیز اقارب سب کو سلام کرو) اور جب جانے لگو تو بھی سلام کرو۔

بچوں کو سلام کرنا

حضرت انسؓ کا جب کبھی بچوں کے پاس سے گزر ہوتا تو انہیں سلام کرتے تھے اور فرماتے تھے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ۔ (بخاری و مسلم)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

عورتوں کو سلام کرنا

حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گذرے تو انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)
ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ یَوْمًا وَ عُصْبَۃٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰی بِیَدِہٖ بِالتَّسْلِیْمِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے جو مسجد میں بیٹھی ہوئی تھی تو آپؐ نے ہاتھ ہلا کر انہیں سلام کیا۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ ورنہ کسی شخص کو بھی جوان عورتوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔

مشابہت نہ کرو

حضرت عمرو ابن شعیبؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّہَ بِغَیْرِنَا، لَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ تَسْلِیْمَ الْیَھُوْدِ الْاِشَارَۃُ بِالْاَصَابِعِ وَ تَسْلِیْمَ النَّصَارٰی الْاِشَارَۃُ بِالْاَکُفِّ۔ (مشکوٰۃ شریف)

جو شخص غیروں کے ساتھ مشابہت کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ کرو، یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور عیسائی ہتھیلیوں کے اشارے سے۔

اہلِ کتاب کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ۔

جب تمہیں اہلِ کتاب میں سے کوئی سلام کرے تو اس کے جواب میں "وعلیکم" کہو (اور بس)

جہاں مسلمان اور مشرک اکٹھے ہوں

اگر کسی جگہ کچھ مسلمان اور باقی مشرک اکٹھے ہوں تو اس وقت مسلمانوں کو سلام کرنا چاہیے۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے مجمع سے ہوا، جس میں مسلمان اور مشرک بیٹھے تھے تو آپؐ نے انہیں سلام کیا۔

مجلس سے اٹھتے وقت سلام کرو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِذَا انْتَھٰی اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْیُسَلِّمْ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ فَلْیُسَلِّمْ، فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَۃِ (ابوداؤد، ترمذی)

جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھنے لگے تو بھی سلام کرے۔ پس پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ حق نہیں رکھتا۔ (کہ وہ کہا جائے اور یہ نہ۔)

سات کاموں کے کرنے کا حکم

حضرت البراء بن عازب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں:
۱۔ مریض کی عیادت کرنے
۲۔ جنازے کے ساتھ چلنے
۳۔ چھینک والا اگر الحمد للہ کہے تو اسے یرحمک اللہ میں جواب دینے
۴۔ قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنے
۵۔ مظلوم کی مدد کرنے
۶۔ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور
۷۔ سلام کے پھیلانے کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

امام ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کی انقلابی تحریک

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی وطن کو واپسی

محمد مقبول عالم بی، اے

مولانا عبیداللہ سندھیؒ ترکی سے مکہ مکرمہ آئے اور یہاں بارہ برس ٹھہرے رہے اور اپنے فکر کی اشاعت کرتے رہے۔ عالموں کو پڑھاتے رہے اور ہندوستان سے جو مسلمان رہنما وہاں جاتے انہیں اپنی بات سمجھاتے بھی رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۳۹ء میں انہیں واپس وطن آنے کی اجازت مل گئی اور ۲۵ برس کی جلاوطنی کے بعد ۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو کراچی کے ساحل پر اُترے۔

اُن کا واپس وطن آنے کا مقصد یہ تھا کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ اب جلدی ہی ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو بتانا چاہیے کہ اسلامی حکومت بنانے کے لیے امام ولی اللہ دہلویؒ کا فلسفہ بڑا کام دے گا۔ کیونکہ یہ اسلامی فلسفہ روسی اور امریکی فلسفوں کو شکست دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چونکہ وہ خود اس فلسفہ کے ماہر استاد تھے، اس لیے وہ خود آکر اس فلسفے کی اشاعت کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ "ہندوستان میں میرا محبوب مشغلہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے کی اشاعت ہوگا۔"

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے پانچ برس تک اس فلسفے کی اشاعت کی۔ کئی عالموں کو یہ فلسفہ پڑھایا اور اس کی تشریحات لکھوائیں، کئی خطبے دیے، کئی مضمون لکھے اور کتابیں بھی شائع کیں۔ آخر اپنے بعد اس فکر کو پڑھانے اور اس کی اشاعت کرنے کے لیے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں "ولی اللہ سوسائٹی" کی بنیاد رکھی تاکہ یہ سوسائٹی اس فکر کو

تے اور اسے پڑھانے کے لیے لی اللہ کالج" قائم کرے۔ اس سائٹی میں شیخ التفسیر حضرت مولانا علی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں شامل کیا جو ان سے قرآن حکیم تفسیر پڑھ چکے تھے۔ اور خاص ر پر اس وقت امام ولی اللہ وی کی مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" ہ رہے تھے۔ ان میں سے شیخ یر احمد بی اے لودیانوی کو سوسائٹی جنرل سیکرٹری بنایا اور مولانا غازی ا بخش مرحوم کو صدر بنایا۔

قم الحروف بھی بعد میں شامل ہوکر ٹنٹ سیکرٹری کی خدمات سرانجام ینے لگا۔ حضرت مولانا احمد علیؒ کے شاگردوں کے نام "مرد مومن" صفحات ۱۱۶ - ۱۱۷ پر لکھے ہوئے یں۔ شیخ بشیر احمد بی اے مولانا بید اللہ سندھیؒ کے سیکرٹری رہے، اور ن کے ساتھ پانچ برس تک کام رتے رہے۔ مولانا سندھیؒ نے انہیں سارا فلسفہ پڑھایا اور لکھوایا اور قرآن حکیم کی کئی سورتوں کی تفسیریں بھی لکھوائیں۔ یہ سب پچھ چھ جلدوں میں کئی ہزار صفحات میں ان کے پاس محفوظ ہے +

مولانا عبید اللہ سندھیؒ ۲۱ راگست ۱۹۴۴ء کو فوت ہو گئے۔ لیکن ان کے بعد ولی اللہ سوسائٹی کام کرتی رہی۔ اس سوسائٹی نے کافی کتابیں، رسالے اور پمفلٹ شائع کیے ہیں، جن میں امام ولی اللہ دہلویؒ کا فکر و فلسفہ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تشریحات شامل ہیں۔

اس ساری داستان کا مقصد یہ ہے کہ آپ نوجوانوں کو اپنے ماضی سے آگاہ کیا جائے۔ اور آئندہ ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل بنایا جائے۔ یہ باتیں آپ کو سکولوں میں کوئی نہیں سنائے گا اور نہ اس کی تفصیلات کوئی آپ کی کتابوں میں لکھے گا۔ ان سے واقفیت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ آپ سوسائٹی کی شائع کی ہوئی کتابوں اور رسالوں کو پڑھیں اور اس فکر و فلسفہ کو سکھانے کے لئے جو کلاسیں لگائی جا رہی ہیں، ان میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔

امام ولی اللہ دہلویؒ کے فکر اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تشریحات خدام الدین میں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ انہیں اس تاریخ کی روشنی میں پڑھتے اور سمجھتے رہیں۔ امام صاحب نے دوسرے علموں کی طرح علم اخلاق بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں نئے سرے سے پیش کیا ہے۔ اس کا کچھ ذکر ہم پہلے "انسانی اخلاق" کے تحت کر چکے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اس علم کی اور دوسرے علموں کی تفصیلات پیش کرتے رہیں گے۔ (واللہ المستعان و اللہ تعالے ہی ہمارا مددگار ہے)

★

سود کے بغیر

بنکوں کا نظام

ڈاکٹر انور اقبال قریشی

جہاں تک بنکوں کا تعلق ہے۔ اسلامی نظام میں بنک نجی شعبہ کی بجائے سرکاری شعبہ میں قائم ہوں گے۔ کیونکہ اسلام میں سود کو منع کیا گیا ہے اور اسلامی نظام میں بنکاری کا ایسا طریق قائم ہونا چاہیے جو بغیر سود کے کاروبار سرانجام دے +

متذکرہ مثال سے یہ نتیجہ ہرگز ماخوذ نہیں ہو سکتا کہ اسلام سوشلزم کا حامی ہے اس سلسلہ میں قارئین کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ معاشی دنیا میں نجی کاروبار حکومت کی عدم مداخلت اور کاروبار کی معاشی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار آدم سمتھ اپنی مشہور کتاب دولت اقوام میں لکھتا ہے کہ جہاں تک بنکوں کا تعلق ہے یہ اپنی پالیسیوں کی وجہ سے ہر قسم کے کاروبار پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ لہذا انہیں نجی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا۔ ان کو چلانے کا کام حکومت کے ہاتھ میں ہونا چاہیے +

راقم الحروف خود اشتراکیت کا سخت مخالف ہے۔ لیکن اسے اس میں ہرگز تامل نہیں کہ پاکستان میں بنکاری اور بیمہ نظام حکومت کی تحویل میں ہونا چاہیے تاکہ ملک کو سود کی لعنت سے بچایا جا سکے۔ یہاں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کسی شخص کو اس کی جائز ملکیت سے خواہ وہ زمینوں کی شکل میں ہو یا مکانوں کی یا دکانوں یا کارخانوں کی شکل میں ہو یا دوسرے مالی اداروں یا بنکوں کی شکل میں ہو اگر ان اداروں کو حکومت اور ملکی ضروریات کے تحت حاصل کرنا ہو تو اُسے بغیر کسی قسم کا معاوضہ دیئے بغیر ضبط کیا جا سکتا ہے۔ ایسا غیر منصفانہ فعل بنیادی طور پر اسلام کی منصفانہ روش کے خلاف ہے

حضرت عمرؓ کا حکم

اشتراکیت کے حامی زمین کے متعلق اکثر حضرت عمر فاروقؓ کے اس حکم کی طرف توجہ دلاتے ہیں جس میں انہوں نے یہ حکم دیا تھا کہ آئندہ سے جو زمینیں مفتوحہ ممالک سے حاصل ہوں انہیں سابق طریق کی طرح لڑنے والے مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ یہ زمینیں حکومت کی ملکیت ہوں گی اور ان زمینوں پر کاشت کرنے والے حکومت کو خراج ادا کریں گے جس کی شرح خالص آمدن کا پچاس فیصد حصہ تک ہو سکتی ہے۔ ہندوستان میں مغلوں نے

اپنے دورِ حکومت میں لفظ خراج کو لگان میں بدل دیا جو محض ایک سیاسی لفظی تبدیلی تھی۔ حضرت عمرؓ کا حکم رموزِ مملکت پر مبنی تھا۔ حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانے تک عرب تو کیا دنیا کے تمام ممالک میں کوئی ہمہ وقتی تنخواہ دار فوج کا وجود عمل میں نہیں آیا تھا جب جنگ کی مہم پیش آتی اور سپاہی درکار ہوتے تو لوگ بھرتی کر لیے جاتے انہیں معاوضے کے طور پر ممالک کی زمینیں تقسیم کر دی جاتیں بڑے بڑے جرنیلوں کے حصے کئی زیادہ زمینیں آجاتیں یہ بنا تھی رسوائے عالم جاگیری نظام کے عمل میں آنے کی جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتوحات کی رفتار بڑھنے لگی اس سلسلہ میں ان کے سامنے اسلام کا پرچم مختلف ممالک میں لہرانے کے وسیع منصوبے تھے۔ انہوں نے صحیح طور پر یہ محسوس کیا کہ اگر حسب سابق زمینیں مجاہدین کو تقسیم کی گئیں تو یہ لوگ زراعت کے کاروبار میں الجھ جائیں گے اور بطور سپاہی ناکارہ ہو جائیں گے اور انہیں اپنے اشاعتِ اسلام کے سلسلوں کی تکمیل کے لیے کثیر تعداد میں تربیت یافتہ سپاہیوں کی ضرورت تھی لہذا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ دنیا میں پہلے حکمران تھے جنہوں نے باقاعدہ کل وقتی تنخواہ یافتہ فوج کی بنیاد ڈالی۔ لہذا جب سپاہیوں کا ماہانہ مشاہرہ مقرر ہو گیا تو پھر مالِ غنیمت سے انہیں زمینیں دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

بغیر سود کے بنکاری

آیئے اَب ہم اس امر کا جائزہ لیں کہ آیا (۱) پاکستان میں بغیر سود کے بنکوں کا نظام قائم ہو سکتا ہے یا نہیں (۲) اگر اس بات کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ہمیں عملی طور پر مختلف امور کا جائزہ لینا پڑے گا۔ اور ایسے نظام کو رو بہ عمل لانے اور اُسے خاطر خواہ طریق پر چلانے کے لیے ایک عملی خاکہ پیش کرنا ہو گا۔ جہاں تک سوال نمبر ۱ کا تعلق ہے ہمارا جواب قطعی اثبات میں ہے۔ لہذا ذیل میں ہم سوال نمبر ۲ کا عملی حل پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم چند مبادی امور کی طرف اپنے قارئین کی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جس سے یہ پتہ چل سکے کہ اس سلسلے میں جو لوگ مشکلات کا ذکر کرتے ہیں وہ نہایت غلو سے کام لیتے ہیں۔

بنکاری کے مبتدی طالب علم بھی یہ جانتے ہیں کہ بنک کا نظام ان کے حصہ داروں کے سرمائے سے نہیں (جو رقم مقابلۃً جملہ اثاثوں کی حقیر سی شرح ہوتی ہے) بلکہ بنک میں جمع شدہ امانتوں سے چلتا ہے یہ امانتیں دو قسم کی ہوتی ہیں (ا) چالو امانتیں (ب) معیادی امانتیں۔ جہاں تک چالو کھاتہ کی امانتوں کا تعلق ہے۔ اس کا حصہ مختلف ممالک میں بالعموم پچاس سے ستر فی صد تک ہوتا ہے۔ جہاں تک ان امانتوں کا تعلق ہے۔ دنیا کے کسی مہذب ملک میں ان امانتوں پر کوئی سود نہیں دیا جاتا صرف یہی نہیں بلکہ امریکہ جیسے ملک میں تو یہ طریق رائج ہے کہ اگر کسی امانت دار کی رقم کم ہو اور مقابلۃً چھوٹی چھوٹی رقوم کے زیادہ چیک جاری کیے جائیں تو بینک ایسے امانتداروں سے ایک معینہ تعداد سے زیادہ جاری شدہ چیکوں پر اپنے معاوضے کے طور پر الٹی ان سے فیس وصول کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک اپنے جملہ اثاثوں کی تقریباً پچاس فی صدی کی رقم کی حد تک کوئی سود ادا نہیں کرتے ان کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ ان مختلف قسم کی فیسوں سے وصول ہوتا ہے جو بنک بطور حق الخدمت سرانجام دینے کے لیے وصول کرتے ہیں اور یہ مختلف قسم کے کاروبار ان کی آمدن میں کافی اضافہ کرتے ہیں

آیئے اب ہم پاکستان میں پہلے بنکاری کا جائزہ لیں اور پھر مختلف امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے بتلائیں گے کہ کس طرح آسانی سے بنکوں کو ان کی ملکیت کا معقول معاوضہ دے کر حکومت انہیں اپنی تحویل میں لے سکتی ہے اور انہیں بغیر سود کے نظام کے احسن طریقے پر چلا سکتی ہے

*

انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگے جائیں

اور ملحدانہ گستاخیوں سے مذہب اور اہلِ مذہب کا مذاق اڑائیں (حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

گذشتہ ۲۳ برسوں میں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی

• جسے دنیا کی لائبریریوں میں رکھا جائے! •

محکمہ اوقاف پنجاب علماء کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے روشناس کرائے گا

علماء اکیڈمی کی لیکچرز تقریب میں ڈائرکٹر علماء اکیڈمی کا خطبۂ استقبالیہ

علماء اکیڈمی پنجاب میں داخل علماء کرام کو تدریس کے ذریعہ عصر حاضر کے علوم سے واقف کرانے کے لیے محکمہ اوقاف نے ایک مؤثر سلسلہ شروع کیا ہے۔ علماء کے مختلف مکاتب فکر نے اسے پسند کیا اور اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا ہے!

علماء اکیڈمی کی اس تقریب کی صدارت متحدہ عرب جمہوریہ کے سفیر متعینہ پاکستان کو کرنا تھی لیکن اچانک ان کی ناسازیٔ طبع کے باعث متحدہ عرب جمہوریہ کے قونصل نے صدارت کے فرائض انجام دیے!

اس تقریب میں تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب حفیظ جالندھری نے شاہنامۂ اسلام سے نعت رسول اور مساجد کی تعلیم سے جدید تعلیم تک کے تاثرات بصورت نظم اپنے مخصوص لہجہ میں سنائے!

عربی زبان میں استقبالیہ ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ڈائرکٹر علماء اکادمی نے پیش کیا۔ بعد ازاں متحدہ جمہوریہ کے قونصل نے عربی میں نہایت فصیح و بلیغ انداز میں متحدہ عرب جمہوریہ اور پاکستان کے تعلقات اور دونوں ملکوں میں علماء کرام کی عزت عظمت اور دینِ اسلام کی خدمات کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ

نے کہا پاکستان اور عربوں میں اسلام ہی قدر مشترک ہے۔ پاکستان اور متحدہ عرب جمہوریہ مصر اتحاد بین المسلمین کے لیے نہایت مستحسن خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جناب مہمانِ خصوصی کے بعد محکمہ اوقاف کے سربراہ راجہ حامد مختار صاحب نے نہایت مؤثر اور نپے تلے انداز میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور علماء کرام کی ذمہ داریوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا۔ محکمہ اوقاف علماء کرام کی حسب ہدایت و سرپرستی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور اس کا مقصد صرف اسلام اور اسلامی مملکت پاکستان کی سربلندی اور استحکام ہے۔!

ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ڈائریکٹر علماء اکیڈمی و مشیر تعلیم و مطبوعات اوقاف نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں فرمایا

"محکمہ اوقاف ابتدا ہی سے تعلیمی میدان میں دو باتوں کے لیے کوشاں ہے:

(الف) علمائے کرام کے تعاون سے مذہبی درس و تدریس کی از سرنو تنظیم کی جائے۔ تاکہ ہمارے طالب علم آج کی زندگی میں ایک مثبت کردار ادا کرسکیں، جامعہ اسلامیہ بہاول پور کا قیام اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ایسے ہی درس نظامی پر مذاکرے کے لیے، گذشتہ ۲۶، ۲۷ جنوری کو علمائے کرام نے ایک اجتماع منعقد کیا، جس میں مختلف مکاتب فکر کے ممتاز علماء نے تبادلۂ خیال کیا اور اصولی طور پر یہ طے پایا کہ درس نظامی کی تنظیم میں جدید علوم و فنون کو جگہ ملنی چاہیے۔

ان کوششوں کے علاوہ محکمہ کی دوسری کوشش یہ رہی ہے کہ "علماء اکیڈیمی" قائم کی جائے، جہاں اسلامیات پر علمی کام ہو۔ اس مقصد کے لیے ایک عمدہ لائبریری ہو جو صحیح معنی میں لائبریری کہلانے کی مستحق ہو، جہاں بیٹھ کر تحقیق و مطالعہ کرنے والے اپنا علمی کام جاری رکھ سکیں، ایسے ہی علماء اکیڈیمی میں درس نظامی کے فارغ التحصیل طالب علموں کے لیے لیکچرز کا انتظام کیا جائے۔

مقام مسرت ہے کہ علماء اکیڈیمی کی لائبریری گذشتہ اکتوبر میں پبلک کے لیے کھول دی گئی ہے۔ یہ لائبریری اس مقام پر قائم کی گئی ہے جہاں عالم گیر اورنگ زیب کے عہد میں طلبہ قیام کے لیے آتے تھے۔ جس کے سائے میں آج یہ تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ کل سے یہاں لیکچرز کا افتتاح ہو رہا ہے۔

حضرات! آپ لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ علمائے حق نے مسلم معاشرے کی جو اجتماعی اور مذہبی خدمات انجام دی ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ وقت کے مروجہ علوم سے باخبر ہوتے تھے۔ کیونکہ یہی وہ جماعت تھی جس نے علم کو وسیلہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ مقصد کی حیثیت سے قبول کیا ہے اور اس کے لیے ہمیشہ ہر تکلیف کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا ہے۔

حصول علم کی خاطر، قدیم علمائے حق کا اپنے گھروں کا چھوڑ دینا، اور سفر و غربت کی کلفتوں کو برداشت کرنا ایک عام بات بن گئی تھی، ابن بطوطہ، ابن جبیر، اور البیرونی کے ناموں سے آج ہر کوئی آشنا ہے۔

جنہوں نے مواصلات کی کمی کے باوجود دور و دراز ملکوں کا سفر اختیار کیا اور آنے والی نسلوں کو یہ بتایا کہ پوری روئے زمین کو اپنا گھر تصور کرنا دراصل ان کے ذہن کی آفاقی وسعتوں کا ایک مظہر تھا۔ انہی علماء نے علم و فضل کی جن نئی نئی وادیوں کا سراغ لگایا، اس کی داستان آج سب کو معلوم ہے۔ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا"۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے حق نے یونان کے فلسفہ و منطق کو پڑھ کر جس انداز سے محفوظ رکھا، وہ نہ صرف ہماری بلکہ انسانی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ مغرب کی فلسفیانہ تاریخ اس کی گواہ ہے۔

علم سے والہانہ عقیدت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب پہلی بار خراسان میں سرکاری مدرسہ کھولا گیا تو علمائے کرام نے علم کا سوگ منانے کے لیے صف ماتم بچھائی۔ اور کہا کہ۔ آج سے علم کا تقدس ختم ہو گیا، مقصد صرف یہ تھا کہ علم کو ذریعہ معاش نہ بنایا جائے۔ لیکن یہ شاید دور حاضر کی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ جدید علوم و فنون کا رشتہ کچھ اس طرح سے سامراجی طاقتوں کے ساتھ جڑا ہے کہ دونوں کا تصور ایک دوسرے کے بغیر مشکل ہو گیا ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس کی بنا پر علمائے کرام نے جدید علوم کے بارے میں بڑی احتیاط سے کام لیا، کیوں کہ علمائے کرام یہ دیکھ رہے تھے کہ مشرق میں علوم، سامراجی طاقتوں کے جلو میں آگے بڑھ رہے ہیں، ظاہر ہے کہ سامراجی طاقتوں کے سامنے ہمیشہ اپنے خاص سیاسی مفادات ہوا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس صدی کے آغاز میں، برصغیر پاک و ہند کے ایک ممتاز عالم مولانا سید محمود الحسن مرحوم نے علی گڑھ میں نیشنل یونیورسٹی کے قیام پر ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو کہا تھا۔

"آپ میں سے جو حضرات محقق اور باخبر ہیں، وہ جانتے ہوں گے کہ میرے اکابر سلف نے کسی وقت بھی کسی اجنبی زبان کے سیکھنے یا دوسری قوموں کے علوم و فنون کو حاصل کرنے پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا، ہاں۔ اتنا ضرور کہا گیا کہ انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے۔ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگے جائیں، یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب، اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں، یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لیے جاہل رہنا ہی بہتر ہے"۔

چنانچہ علمائے حق نے ایک طرف تو غیر ملکی سامراج سے مطلق تعاون نہیں

کیا، اور دوسری طرف جدید علوم کو، علوم کی حیثیت سے پڑھنے کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ۔

"ہمارا فرض ہے کہ اس (قدیم) ورثے کو محفوظ رکھیں اور اس کی عظمت کو قائم رکھیں، لیکن عصر حاضر کا فلسفہ جو نئے مسائل ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور تاریخ فلسفہ کی تعلیم از حد ضروری ہے۔ ہمیں زمانے کی اقدار کو پیش نظر رکھنا ہی پڑے گا، زمانے سے قدامت پسندی ہمیشہ نبرد آزما رہی ہے۔ قدامت پسندی نے جب ہتھیار اٹھایا تو کشمکش ضرور ہوئی مگر قدامت پسندی ہاری اور وقت جیتا، اس حقیقت سے گریز ممکن نہیں کہ وقت سے لڑ نہیں سکتے

ممتاز علمائے حق کا یہی وہ صحت مند کردار ہے۔ جس نے ہمارے دو سو سالہ سیاسی ادبار کے دور میں اسلام کے تہذیبی اور روحانی ورثے کو بچانے میں زبردست کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ سے لے کر، مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم تک، علمائے حق نے بوریائی فقر پر بیٹھ کر جس باوقار انداز سے کام کیا ہے، اس پر انسانی ضمیر ہمیشہ فخر کرتا رہے گا+

پاکستان میں علمائے کرام کو پوری شدت سے یہ احساس ہے کہ انہیں ملک کی تعمیر میں اپنا فریضہ ادا کرنا ہے اور ملک کے دوسرے اصحاب درد اور ارباب نظر کے ساتھ مل کر اس ملک کی تہذیبی اور روحانی قدروں کے خد و خال سنوارنے ہیں۔ یہی وہ احساس ہے جس کے جواب میں محکمۂ اوقاف نے علماء اکیڈیمی، کے قیام کا اعلان کیا اور اس احساس کے پیش نظر عالیہ لیکچرز کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ان لیکچرز کا تعلق زندگی کے ٹھوس اور زندہ مسائل کے ساتھ ہے۔ کیونکہ بین الاقوامی فکری سیاسی تعلقات اور مواصلات نے پوری دنیا کے انسانوں کو ایک دوسرے سے اس قدر قریب کر دیا ہے کہ اب کسی کے لیے الگ تھلگ رہنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس امر نے جہاں ہماری ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے، وہاں ہمارے سامنے انسانی خدمات کی نئی راہیں بھی کھول دی گئی ہیں۔ چنانچہ آج ہم جدید علم کلام اور فلسفہ سے باخبر ہو کر نہ صرف نئی نسل کو اپنی صحت مند تہذیبی اور اخلاقی قدروں سے روشناس کرا سکتے ہیں۔ بلکہ مغرب کے سنجیدہ لوگوں کے ذہنی اور روحانی سوالات کے جوابات بھی دے سکتے ہیں، مزید یہ کہ مغرب میں ہمارے بارے میں جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کا ازالہ اسی صورت میں ممکن ہے لیکن، ظاہر ہے یہ کام ہرگز کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جو بلند بانگ دعووں، یا رسمی اکیڈیمیوں کے قیام سے پورا ہو سکے۔ اس ملک میں نہ تو اکیڈیمیوں کی کمی ہے اور نہ ہی بین الاقوامی نام کے ثقافتی اداروں کی لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اکیڈیمی کے ساتھ وابستہ عظیم الشان علمی روایات کو ہمارے طرز عمل سے سخت گلہ ہے، آپ اُسے ہماری علمی وعملی زندگی کے افلاس سے تعبیر کریں یا غرور نفس کا اعجاز کہیں کہ اس گذشتہ تیئس (۲۳) برس میں ہماری اکیڈیمیوں یا ثقافتی اداروں نے قرآن مجید پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر، یا پاکستان کے قومی و ملی رہنماؤں ڈاکٹر اقبال مرحوم، اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ پر انگریزی کی کوئی ایسی کتاب بھی شائع نہیں کی جسے دنیا کی لائبریریوں میں رکھا جا سکے+

چنانچہ ہمیں پوری سنجیدگی سے اس بات پر غور کرنا ہے کہ آج ہم کدھر جا رہے ہیں؟ اور ہماری نشو و نما میں کہاں کہاں سقم ہیں۔ اور انہیں کس طرح دور کیا جا سکتا ہے؟ جب تک ہم خود اپنی اخلاقی اور فکری کوتاہیوں کا سراغ نہیں لگائیں گے، اس وقت تک ہمارے قدم کسی صحیح سمت میں نہیں اٹھ سکیں گے۔

جہاں ہمیں پاکستانی مسلم قوم کی حیثیت سے اپنے معاشرے سے گہری واقفیت کی ضرورت ہے، وہاں اس احساس کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہیے کہ ہم مسلم دنیا کا ایک حصہ ہیں۔ "مسلم، بلکہ پوری دنیا سے آگاہی ہمیں اپنے تہذیبی بحران پر قابو پانے میں مدد دے گی۔ اس طریق سے ہم نہ صرف اپنے معاشرے کی بلکہ پوری انسانیت کی خدمت انجام دے سکیں گے۔ کیوں کہ ایسا کرنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں:۔
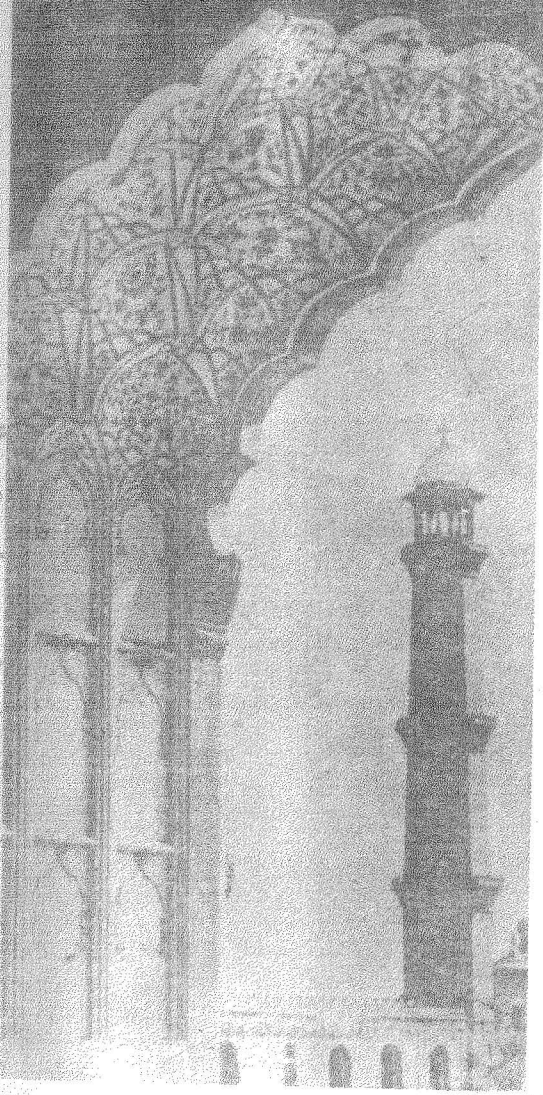
"جو کچھ قرآن میں، میری سمجھ میں آیا ہے، اس کے رو سے اسلام محض انسان کی اخلاقی اصلاح ہی کا داعی نہیں، بلکہ بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایک تدریجی مگر اساسی انقلاب بھی چاہتا ہے، جو اس کے قومی اور نسلی زاویہ نظر کو یکسر بدل کر اس میں خالص انسانی ضمیر کی تخلیق کرے۔"

یہاں اس بات کا ذکر شاید دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ پروفیسر ٹوائین بی نے موجودہ وقت میں رنگ اور نسل کے پیدا کردہ فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"رنگ اور نسل کے امتیاز کو مٹانے کے لیے اسلام پھر سے اپنا تاریخی رول ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

چنانچہ ہمیں وقت کے اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اس چیلنج کو قبول کرنے کی صرف یہی ایک شکل ہے کہ ہم سنجیدگی سے اپنے تعلیمی اور فکری اداروں کا از سر نو جائزہ لیں۔ بہر کیف ہم نے وقت کے انہی جدید

مقاضوں کو سامنے رکھ کر لیکچرز کو ترتیب دیا ہے۔

یہ ایک ابتدائی قدم ہے، محکمۂ اوقاف اور اس کے سربراہ جناب راجہ حامد مختار صاحب کی یہ مخلصانہ کوشش اور خواہش ہے کہ علماء اکیڈیمی، علمائے کرام اور دوسرے دانشوروں کے تعاون سے صحیح معنی میں اکیڈیمی بننے میں کامیاب ہو جائے۔

حضرات! میں آخر میں اپنے سامعین کرام کا بالعموم اور پاکستان میں متحدہ عرب جمہوریہ کے سفیر کا خاص طور پر شکر گزار ہوں، جنہوں نے زحمت گوارا فرما کر اس اجلاس میں شرکت فرمائی۔

مصر سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا صدیوں پرانا تعلق ہے، جس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، مصر کو یہ تاریخی شرف حاصل ہے کہ اس کی سرزمین نے تین عالمی ادیان کا خیر مقدم کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے، حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ بچپن مصر ہی میں گزارا اور پھر آخر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے والیٔ مصر کے نام نامۂ مبارک بھیجا۔

جدید مصر نے جامعہ ازہر کی از سر نو تنظیم کی، اور وسیع پیمانے پر اسلامی اور عربی علوم کی کتابیں شائع کیں۔ جس پر پوری اسلامی اور عربی دنیا مصر کی ممنون ہے۔ ایسے ہی مصر نے مرحوم صدر ناصر کی قیادت میں قومی سطح پر عربوں کے وقار کو جس انداز میں بحال کیا ہے، اور غیر ملکی تسلط کے خلاف جو جدو جہد کی ہے اس سے مشرق و مغرب کی تمام قوموں کو نئی زندگی ملی ہے۔

(ڈاکٹر) رشید احمد جالندھری
ڈائرکٹر علماء اکیڈیمی، اوقاف (پنجاب) لاہور

دعائے صحت

● جناب منظور سعید احمد صاحب کے ماموں ماسٹر احمد بخش آف پرجیاں کلاں (جالندھر انڈیا) حال کمالیہ سخت علیل ہیں۔ قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے خصوصی دعا کریں۔

● ماہنامہ زیب النساء کے مالک جناب شیخ نواب دین صاحب حج سے واپسی کے بعد سے علیل ہیں۔ قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ (حافظ عبدالخالق)

جامعہ عُبیدیہ، فاروق نگر، لاہور

اعلان داخلہ ولی اللہ ہائی سکول

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور نے جامعہ عبیدیہ، ولی اللہ کالج، ولی اللہ ہائی سکول، جامع مسجد عمر فاروق اور دیگر ادارے فاروق نگر (ریلوے سٹیشن مسن کالر، نزد شاہدرہ لاہور) میں قائم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ چنانچہ ولی اللہ ہائی سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے اور اس کا کچھ حصہ بن چکا ہے۔ ولی اللہ سوسائٹی پاکستان ان تعلیمی اداروں میں اپنا "جامع نظام تعلیم و تربیت" رائج کرنا چاہتی ہے۔ جس میں دینی اور دنیوی علوم کو یکجا کر کے پڑھایا جائے گا۔ فی الحال یکم اپریل ۱۹۷۱ء سے پہلی اور چھٹی جماعتیں جاری کی جا رہی ہیں۔ خواہشمند حضرات اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ــــ اعلان داخلہ ولی اللہ فلاسفی کلاسز ــــ

جامعہ عبیدیہ کے تحت ولی اللہ فلاسفی کی تدریس کے لیے کلاسز کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ مدارس دینیہ کے فاضل اور کالجوں کے گریجوایٹ حضرات کو متوجہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ کلاسز فی الحال ولی اللہ سوسائٹی کے دفتر واقع ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ سمن آباد لاہور میں جاری کی جا رہی ہیں۔ جامعہ عبیدیہ اور مسجد عمر فاروق کی ضروری تعمیرات کے بعد انہیں انشاء اللہ فاروق نگر میں منتقل کر دیا جائے گا۔

ان کلاسز میں حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی کی تصانیف حجۃ اللہ البالغہ، بدور بازغہ، تفہیمات الٰہیہ، خیر کثیر، ازالۃ الخفا، ہمعات، سطعات، لمحات، تاویل الاحادیث، قول جمیل وغیرہ اور امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کی تشریحات حسب استعداد پڑھائی جائیں گی۔ نصاب کی مدت ایک طالب علم کے لحاظ سے مقرر کی جائے گی۔ جو چند ماہ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ لاہور میں قیام و طعام کا بندوبست ہر ایک کو خود کرنا ہوگا۔ تعلیم کے اوقات روزانہ صبح کے وقت دو گھنٹوں تک ہوں گے۔ ان کلاسز کے لیے کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ البتہ ہر شخص اپنی خوشی سے سوسائٹی کو عطیات دے سکتا ہے۔

ایم۔ اے کے طلبہ کو مقالات کی تیاری میں خاص مدد بھی دی جائے گی۔

شائقین حضرات

سے التماس ہے کہ وہ ولی اللہ فلاسفی کلاسز میں داخلے کی درخواستیں اپنے مفصل تعلیمی کوائف کے ساتھ اس پتے پر ارسال فرمائیں:

شیخ بشیر احمد بی۔ اے لودیانوی، جنرل سیکرٹری
۲۲۳۔ این، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور
المعلن:۔ محمد مقبول عالم بی اے، جائنٹ سیکرٹری
مکتبہ خدام الدین، اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

مولانا محمد شادماں کا انتقال

حلقۂ احباب میں یہ خبر نہایت صدمے کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ اور حکیم مختار احمد الحسینی کے والد ماجد حضرت مولانا حافظ محمد شادمان صاحب ایک عرصہ بیمار رہ کر ۸۳ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥

مولانا محمد شادماں صاحب ایک بلند پایہ عالم دین اور اپنے علاقہ کی ممتاز شخصیت تھے۔ آپ کا حلقۂ اثر بڑا وسیع تھا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و استقامت نصیب فرمائے۔ ادارۂ خدام الدین ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

بچوں کے لئے

اسلامی تعلیمات

بیگم قاضی غلام سرور عزیز، کھاریاں

السلام علیکم : بچو ! آج میں آپ کو حدیث، فقہ اور کلام کے بارے میں کچھ اصطلاحات عرض کروں گی۔

حدیث

حدیث کے لغوی معنی بات چیت اور گفتگو کے ہیں۔ ہماری مذہبی زبان میں رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتوں کو حدیث کہا جاتا ہے۔ حدیث کی اصطلاح تین باتوں پر مشتمل ہے اور اپنے مفہوم کے لحاظ سے بہت وسیع ہے۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اقوال اور پاکیزہ ارشادات۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی وہ روایات جن میں انہوں نے نبی پاکؐ کے افعال کو بیان کیا ہو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے علاوہ افعال بھی حدیث کے مفہوم میں شامل ہیں۔

۳۔ وہ باتیں بھی حدیث کے اندر داخل ہیں جو اگرچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تو نہیں لیکن اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند یا ناپسند کا بیان ضرور ہے۔

احادیث کی اہمیت خود اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے نبیؐ اور ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور پسند و ناپسند کا بیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب دین کے اصولوں کی وضاحت کرتی ہے اس میں دین کی بنیادی تعلیم مکمل طور پر موجود ہے۔ اور اس کی تشریح اور تفصیل احادیث نبوی سے ہوتی ہے — اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حکم نازل فرمائے — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکام پر خود عمل کر کے دکھلایا اور جن باتوں کی تفصیل درکار تھی انہیں اپنی زبان مبارک سے سمجھایا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو کلام اللہ کے بعد دینی علم میں دوسرا درجہ حاصل ہے۔

فقہ

علم فقہ دین کے ضروری علوم میں سے ہے اس علم کے ماہر اور عالم کو "فقیہہ" کہا جاتا ہے۔

فقہ کے لفظی معنی "سمجھ" کے ہیں یعنی وہ سمجھ بوجھ جس کے ذریعہ ایک عالم دین کے مسائل طے کرتا ہے اور مذہب کی گتھیوں کو سلجھاتا ہے — انسانی زندگی میں ہر دم نئے سے نئے مسائل پیش آتے ہیں اور ہر گھڑی نئی سے نئی باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ علم فقہ کے اندر ان مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا جاتا ہے۔ شہادت توحید و رسالت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اور دوسری عبادات سے لے کر کاروبار لین دین، شادی، بیاہ، نشست و برخاست، خورد و نوش، غرض ہر مسئلہ کی تفصیل فقہ کے اندر آتی ہے۔ اس اعتبار سے اس علم کے جاننے والے سے دین کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں سہولت حاصل ہوتی ہے۔

علم فقہ کی بنیاد اللہ پاک کی کتاب اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، قیاس اور اجماع علماء پر ہے۔ اس موضوع پر عربی فارسی، اردو اور دنیا کی دوسری زبانوں میں بے شمار کتابیں موجود ہیں اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

کلام

دینی علوم کے اندر علم کلام کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ قرآن و حدیث کی طرح کا بنیادی علم نہیں۔ اور فقہ جیسی اہمیت حاصل نہیں لیکن اپنے موضوع اور مضمون کے لحاظ سے بہت اہم اور مفید۔ علم کلام میں اسلام اور اس کے اصولوں کی حکمت بیان کی جاتی اور عقلی طور پر ان کو ثابت کیا جاتا ہے۔ فلسفہ پر اگرچہ مذہب کی بنیاد نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے ذریعہ مذہب کا سمجھنا [illegible] آسان ہو جاتا ہے [illegible] کے اصولوں کا [illegible] ہے ثبوت [illegible] عقل اور فلسفہ [illegible] شبہات کی [illegible]

علم کلام پر [illegible] متعدد کتابیں موجود [illegible] مدرسوں کے [illegible] اردو زبان [illegible] گئی ہیں [illegible] سمجھ پیدا کرنے کے [illegible] ہے — ایسا [illegible] سے ایمان [illegible] میں گفتگو [illegible]

○

جاننے والے سچ کہتے [illegible]

یہ حکایت رہ تسلیم و رضا [illegible]

اسی روداد کی تکمیل ہوئی [illegible]

یہی تسلیم و رضا کرب و بلا [illegible]

خلیق قریشی

☆